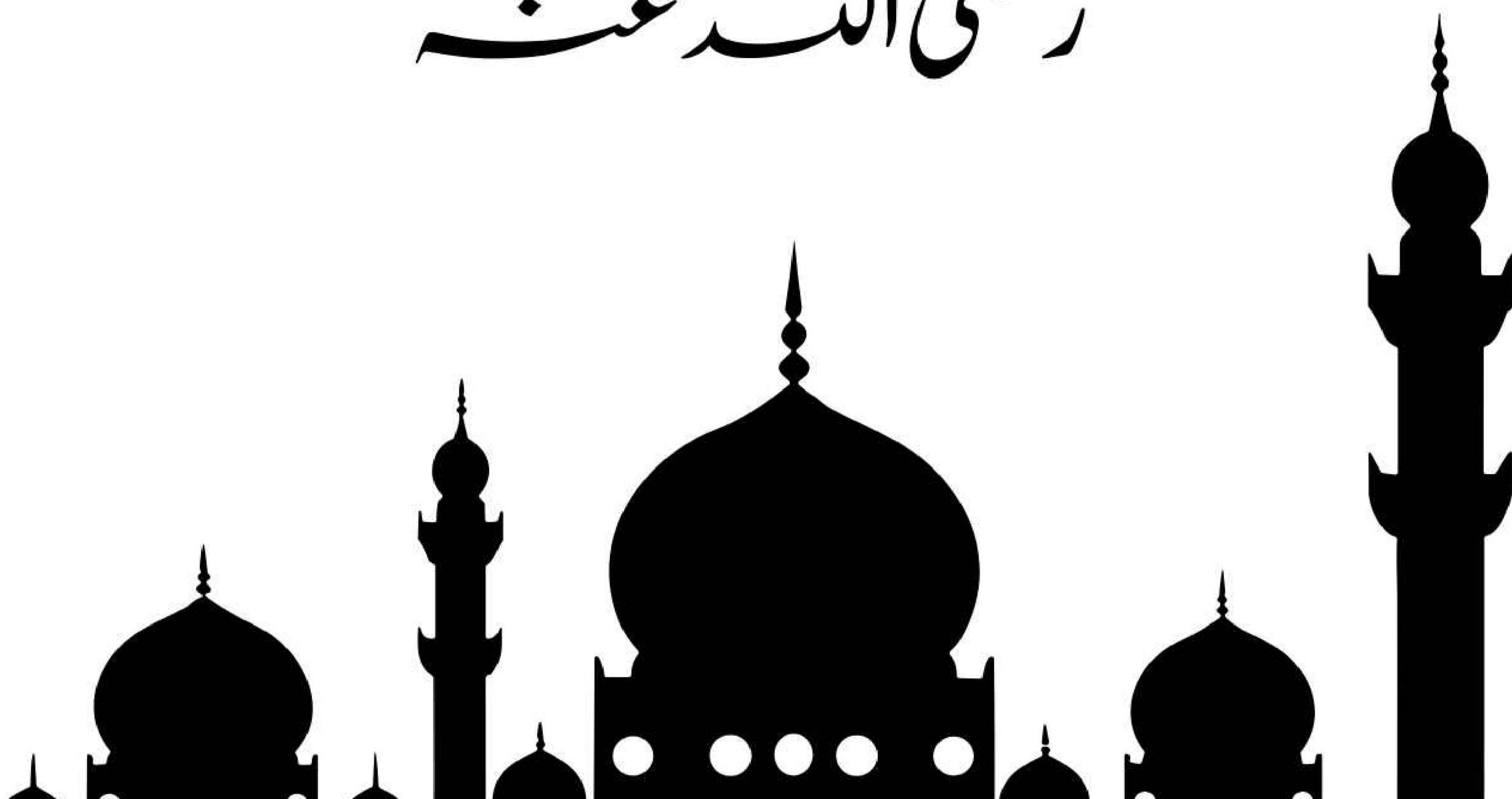
اثر ابن عباس کی تصحیح پر اہل بدعت اور اہل سنت کے درمیان ہونے والے مناظرہ کی مکمل روئیداد

بنام

مناظرہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ



کتاب کا نام : مناظرہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما

صفحات : ۱۰۶

دیوبندی مناظر : مفتی احمد حسن صاحب دامت برکاتھم

بریلوی مناظر : مولانا حذیفہ مدنی

دیوبندی صدر مناظر : مفتی احمد حسن صاحب

بریلوی صدر مناظرہ : تیمور رانا صاحب

مناظرہ اثرابن عباس رضی اللہ عنہما

بریلوی:

مفتی صاحب کو خوش آمدید

بہت عرصے بعد جناب تشریف لائے موضوع تحذیر الناس ہے اس پہ علامہ حذیفہ مدنی صاحب اپنا دعویٰ رکھیں گے آپ اپنا جواب دعویٰ مگر اس سے قبل چند مبادیات طے کرنا لازم ہے

دیوبندی:

جی اپ مبادیات پیش کریں اور میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں

بریلوی:

1. گفتگو تقریری
2. دو منٹ کی وائس ہو گی اس سے زائد نہیں
3. دو گھنٹے کا مناظرہ ہوگا
4. گالم گلوچ سے پرہیز ہوگا
5. حوالہ کا سکین دینا ہوگا
6. موضوع سے فرار شکست متصور ہوگا البتہ موضوع سے متعلقہ کسی بحث کی ضمناً گفتگو ہو سکتی ہے
7. آہ چاہیں گے تو ایک بندی آپ کی طرف سے ایڈ من ہو گا لیکن بولے گا اس کے علاوہ آپ کسی کو آید من نہیں بنائیں گے
8. وقت آپ بتائیں گے
9. دن کل کا ہوگا
10. مزید آپ نے جو کہنا ہے عرض فرمادیں

11. 10۔ایک اہم چیز کہ گفتگو مناظرین اول تا آخر خود کریں گے نمائندہ والی بات کرنے سے پرہیز کیا جائے گا اس طرح مناظرہ سبوتاژ ہوتا ہے۔

دیوبندی مناظر:

1 میری طرف سے گفتگو تحریری ہوگی

2 مبادیات پر سیر حاصل گفتگو کے بعد مناظرے کا دورانیہ تین گھنٹے تک ہوگا

اصل موضوع پر گفتگو سے پہلے ایک ضمنی اور ضروری گفتگو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق ہوگی

بریلوی مناظر:

مفتی صاحب تحریری مناظرہ کرنا ہے تو پھر اس کے لئے ٹرمز رکھ لیں یعنی 6 ٹرمز یا 5 ٹرمز۔۔۔اور اس میں پھر ایک شرط یہ بھی ہوگی کہ جواب چوبیس گھنٹے کے اندر دینا ہوگا مصروفیت ہوگی تو 24 گھنٹے کے اندر بتانا ہے وگرنہ شکست متصور ہوگی

دیوبندی مناظر:

ضمنی گفتگو موضوع اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما پر فریقین کی ارا اور سیر حاصل بحث ہونا ضروری ہے

بریلوی مناظر:

اثر ابن عباس کیونکہ موضوع کا حصہ ہے اس لئے دوران گفتگو ہی بحث ہوگی تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات کیونکہ اسی اثر کے تناظر میں ہیں اس لئے وہ خود بخود ہی زیر بحث آئے گا اس لئے تو کہا کہ اصل گفتگو کے ساتھ ضمنی مباحث بھی چھیڑیں جا سکتے ہیں

دیوبندی مناظر:

پھر اس صورت میں گفتگو کی دورانیہ سات دن تک ہو سکتا ہے۔

بریلوی مناظر:

امکان تو ہے لیکن جلدی بھی ختم ہو جائے گا اور دیر بھی ہو سکتی ہے لیکن سیر حاصل بحث ہو جائے گی اور ایک قیمتی دستاویز تیار

ہو گی جسے دونوں مناظرین کی رضامندی سے بندہ ناچیز ایک جگہ یکجا کر دے گا اور دونوں کو پی ڈی ایف فائل دیں گے تاکہ وہ اپنے مطابق شائع کر سکیں۔

دیوبندی مناظر:

مکتبہ شاملہ سے میں حوالہ جات پیش کروں گا کسی حوالے پر چیلنج کی صورت میں اصل کتاب سے حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے ڈیجیٹل حوالہ بھی چل سکتا ہے۔

نہیں پہلے اسی اثر کے متعلق گفتگو مکمل کی جائے

بریلوی صدر مناظر:

جی بہتر ہے ہماری طرف سے

مناظر: جناب علامہ ابن علامہ مقرر شیریں بیان جناب حذیفہ مدنی ہو نگے

حضرت تحذیر الناس کا موضوع اثر ابن عباس نہیں بلکہ اثر ابن عباس کی وہ تشریح ہے جو جناب دیوبند کے قاسم العلوم نے کی ہے

۔

مبارک علی رضوی:

اور معاون یہ ناچیز ہو گا آپ اپنے صدر مناظر اور معاونین کا اعلان کر سکتے ہیں

دیوبندی مناظر:

موضوع ہو یا تشریح تحذیر الناس لکھنے کی وجہ یہی حدیث بنی لہذا اس پر پہلے بحث ہونا ضروری ہے

بریلوی مناظر:

حضرت دونوں باتیں ساتھ ساتھ چلائی جا سکتی ہیں آپ بھی خوش رہیں ہمارا مناظر تحذیر الناس پہ بحث سے قبل اثر ابن عباس پہ بات کرے گا پس منظر بتائے گا اور پھر وہ تحذیر الناس پہ آ جائے گا۔۔۔یہی تحریر کی ترتیب ہو گی۔۔۔۔

دیوبندی مناظر:

حالات کی کشیدگی کی وجہ سے صدر یا معاونین مجھے نہ ملے تو پھر بھی گفتگو جاری رہے گی

بریلوی مناظر:

جی بہتر آپ کی مرضی ہے لیکن اگر کوئی صدر ہو جو آپ کی جانب سے حالات پہ نظر رکھے تو بہتر وگرنہ یہ کام آپ خود کر سکتے ہیں۔

بریلوی مناظر:

پھر ٹرمز محدود کرلیں 2 یا 3 ۔۔۔ کیونکہ ہار کوئی نہیں مانتا اور صرف اثر ابن عباس سے وہ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم آپ سے اختلاف اثر ابن عباس کی وجہ سے نہیں رکھتے بلکہ اس کی اس متنازعہ تشریح کی وجہ سے اختلاف رکھتے ہیں جو جناب نانوتوی صاحب نے فرمائی ہے۔

دیوبندی مناظر:

میری جانب سے کیا حالات خراب ہونے ہیں میں اکیلا ہی ہوں اور اکیلا ہی یہاں سے چلا جاؤں گا.بریلویوں کا گروپ ہے اور دیوبندی مجھے اس گروپ میں کوئی نظر ایا نہیں جس کو کم از کم میں جانتا ہوں

بریلوی مناظر:

آپ جسے چاہیں شامل کریں مگر بد تہذیبی نہ کرے آپ بس اپنے صدر کے علاوہ کسی کو ایڈمن نہیں بنائیں گے

دیوبندی مناظر:

چلیں اپ علی سبیل التنزل صحیح تشریح بھی فرما کر ناظرین کے لیے اطمینان کا سامان پیدا کریں گے۔

بریلوی مناظر:

بھائی ٹھیک ہے وہ تو دوران گفتگو بات ہوگی لیکن پہلی 3 ٹرمز میں اثر ابن عباس زیر بحث آئے گا اور باقی 4 ٹرمز میں تحذیر الناس

پہ بات ہو گی۔

دیوبندی مناظر:

اگر اپ کی اجازت ہو تو میں اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر اپنی گفتگو شروع کروں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو اگر اپ لوگ جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں تو پھر ہو سکتا ہے اگلی گفتگو کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو

بریلوی مناظر:

مگر تحذیر الناس تو صفحہ ہستی پہ موجود ہے۔۔۔اور اس کی متنازعہ عبارات بھی۔۔تو اگر یہ اثر بے اثر ثابت ہو جائے تو کیا آپ تحذیر سے بھی دستبردار ہو جائیں گے؟

اثر ابن عباس میں آپ مدعی ہیں اور تحذیر میں ہم۔۔۔دعویٰ رکھیں اس کے بعد ہمارے مناظر تنقیحات اور جواب دعویٰ رکھیں گ پھر آپ پہلی ٹرم شروع کر دیجئے گا

دیوبندی مناظر:

اصل مناظرہ شروع ہو چکا ہے

میرا دعوی یہ ہے

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے اور اس حدیث کے صحیح ثابت ہونے کے ساتھ ہی تحذیر الناس پر جملہ اشکالات اور اعتراضات خود بخود ہی ختم ہو جائیں گی

بریلوی مناظر:

جواب دعویٰ

اثر ابن عباس سندا درست نہیں اور اس کا ظاہر آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور تحذیر الناس میں درج تشریح کا نتیجہ خاتم النبیین کے معنٰی آخری نبی کا انکار ہے جبکہ اس کی ایسی تشریح ممکن ہے جس سے تطبیق ہو سکے۔۔

دیوبندی مناظر دلیل نمبر ایک:

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3822 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3822 - صحيح

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما دو عظیم محدثین : اِبو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری

«هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

اور اس کے نیچے امام ذہبی [التعلیق - من تلخیص الذہبی] 3822 - صحیح

دونوں حضرات صحیح قرار دے رہے ہیں

" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

«اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ) (الطلاق : 12)»

" اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی برابر زمینیں۔" (ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

کے بارے میں فرماتے ہیں : سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے اور تمہارے آدم کی طرح ایک آدم ہے اور نوح کی طرح ایک نوح ہے اور ابراہیم کی طرح ایک ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی طرح ایک عیسیٰ ہے۔

☆☆ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم نے اسے نقل نہیں کیا۔"

امام ذہبی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے

بریلی مناظر کی طرف سے اعتراض

عرض ہیکہ یہ روایت سند درست نہیں اس میں امام حاکم ہیں جن کے متعلق حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں :۔

امام حاکم کثیر الغلط ہیں مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی الشرط الشیخین کہہ دیتے ہیں

(نور الصباح ص 62-63)

اور سرفراز صاحب لکھتے ہیں :

اصول حدیث میں اس امر کی صراحت ہیکہ کثیر الغلط ، کثیر الوہم ہونا جرح مفسر ہے اور ایسے راوی کی حدیث مردود روایتوں میں شامل ہے (احسن الکلام ج 2 ص 95)

پھر یہ اثر خود علماء دیوبند کے نزدیک شاذ اور ناقابل اعتبار ہے ، سلیم اللہ خان دیوبندی لکھتے ہیں :

"جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے... تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے ، قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی"

(کشف الباری عما فی صحیح البخاری، جزء بدء الخلق ص ۱۱۲)

ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں :

"امام بیہقیؒ نے ابن عباسؓ کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین واصولیین

کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا"

(معارف القرآن ج۸ ص ۱۶۰، مکتبہ الحسن، لاہور۹)

دیوبندی مناظر کی طرف سے دلیل نمبر 2

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3823 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، فِي قَوْلِهِ عز وجل: " {سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوُ إِبْرَاهِيمَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3823
على شرط البخاري ومسلم

اس روایت کو بھی: ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری اور امام ذہبی رحمہ اللہ دونوں نے

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

[التعليق - من تلخيص الذهبي]3823 - على شرط البخاري ومسلم

ترجمہ:

" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

«سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق : 12)»

کے بارے میں فرماتے ہیں: ہر زمین میں ابراہیم کی طرح (ایک ابراہیم بھی) ہے۔

☆☆ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین رحمۃ اللہ علیہما

نے اسے نقل نہیں کیا۔"

یہ مستدرک حاکم کی ایک اور حدیث پیش کی ہے اس حدیث کو بھی دونوں محدثین امام حاکم اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ صحیح الاسناد قرار دے رہے ہیں۔

جس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ صحیح الاسناد کہہ رہے ہیں اپ مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب سے اسی حدیث کا ضعیف ہونا ثابت کریں ورنہ مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے اصول سے پوری مستدرک حاکم ضعیف اور موضوع ثابت ہو جائے گی مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کا اصول اپنی جگہ صحیح ہے دیگر محدثین نے بھی اس اصول کو بیان فرمایا ہے مگر اس حدیث پر وہ صادق نہیں آتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا حبیب اللہ صاحب ایک دوسری روایت کے متعلق یہ بحث کر رہے ہیں

اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی تنقید بھی بیان کر رہے ہیں

اور یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے حافظ ذہبی رحمہ اللہ اسی حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں

.بریلوی صدر مناظر کی طرف سے مداخلت

بطور صدر مناظر میں آپ کو یہ یاد دلا دوں کہ جب آپ کے فریق مخالف نے صاحب مستدرک پہ جرح پیش کی ہے تو آپ بار بار انہی کی کتاب سے حوالہ نہ دیں بلکہ صاحب مستدرک ابو عبد اللہ پہ کی گ ئی جرح کا جواب دیں۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے جواب

میں نے ایک اور حدیث پیش کی ہے تاکہ جب اپ حضرات کی طرف سے جب کوئی جواب دیا جائے تو دونوں حدیثوں کا جواب دیا جائے ابھی تیسری حدیث بھی میں پیش کرنے لگا ہوں

.بریلوی صدر مناظر کی طرف سے پھر مداخلت

آپ مستدرک سے چاہے پانچ احادیث اسی متن کی پیش کریں جب صاحب مستدرک پہ آپ کا فریق مخالف جرح کر رہا ہے تو ان

کی جرح کا جواب دیے بغیر اسی دھن میں مگن رہنا غلط ہے۔

دیوبندی مناظر کا جواب

جی روایات پیش کرنے کے بعد اس جرح کا میں جواب بھی عرض کروں گا تھوڑا انتظار کریں باقی بات صحیح ہو گی انشاء اللہ

بریلوی صدر مناظر کی طرف سے تیسری بار مداخلت

پہلے جرح کا جواب دیں پھر روایات لگایں۔ میں تیسری بار اس طرف آپکی توجہ دلا رہا ہوں۔ اب یہ غلطی دوبارہ نہ ہو۔۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے تیسرا حوالہ

«فضائل القرآن لابن الضريس» (ص26):

3 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: " خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ، وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ قَالَ: «لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ بِتَفْسِيرِهَا لَكَفَرْتُمْ، وَكُفْرُكُمْ تَكْذِيبُكُمْ بِهَا»

«فتح الباري» لابن حجر (6/ 293 ط السلفية):
«وروى ابن أبي حاتم من طريق مجاهد، عن ابن عباس قال: لو حدثكم بتفسير هذه الآية لكفرتم وكفركم تكذيبكم بها» سنده حسن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

اگر میں قران مقدس کی اس ایت (اللہ الذی خلق سبع سماوات و من الارض مثلہن) کی تفسیر بیان کر دوں تو اپ لوگ کافر ہو جاؤ اور تمہارا کفر اس ایت کی تفسیر کا انکار کرنا ہے

لیجیے میں نے اپنے دعوی پر تیسری حدیث پیش کرتی ہے

ضروری نوٹ

میں نے ابھی تک تین احادیث پیش کی ہیں مجموعی طور پر ان کو محدث امام حاکم حافظ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر تینوں حضرات صحیح الاسناد قرار دے چکے ہیں۔

مستدرک حاکم کی پیش کردہ روایت پر جرح کا تحقیقی جواب

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے امام حاکم رحمہ اللہ پر ایک روایت کے ضمن میں جرح کی ہے

«لسان الميزان - ت أبي غدة» (8/ 508):
«أخوك إلياس يقرئك السلام فأتيت النبي ﷺ»

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ الصلاۃ والسلام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے

اسی حدیث کے متعلق حافظ ذہبی لکھتے ہیں

«الفوائدالمجموعة» (ص496):
«قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، وقال الذهبي: أفما استحيى الحاكم من الله؟ يصحح مثل هذا، وقال في تلخيص المستدرك: هذا موضوع، قبح الله من وضعه، وما كنت أحسب أن الجهل بالحاكم يبلغ إلي أن يصحح مثل هذا، وهو مما افتراه يزيد بن يزيد البلوي»

اور حافظ زیلعی حنفی بھی یہی لکھتے ہیں

«نصب الراية» (1/ 351):
«قَالَ الذَّهَبِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ: أَمَا اسْتَحَى الْحَاكِمُ يُورِدُ فِي كِتَابِهِ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ، فَأَنَا أَشْهَدُ بِاَللَّهِ، وَاَللَّهِ إنَّهُ لَكَذِبٌ»

کیا میں اپنے فریق کے مخالف مناظر سے جسارت کرتے ہوئے یہ بات پوچھ سکتا ہوں۔

کیا امام حاکم رحمہ اللہ کے پیش کردہ ہر اس روایت کو جس کو انہوں نے اپنی مستدرک میں نقل فرمایا ہے جھوٹا اور من گھڑت

قرار دے دیا جائے ؟خواہ امت مسلمہ کے بڑے عظیم محدثین اور ناقدین حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر ان کو صحیح قرار دیں جیسا کہ میں نے کچھ حوالہ جات پیش کر دیے اور کچھ مزید توثیق پیش کرنا باقی ہے۔

مستدرک حاکم کی پیش کردہ روایت کاالزامی جواب

مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنی کتاب فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں

اگر کہئے کہ امام ترمذی نے جو اس حدیث کی تحسین کی__ اقول: ائمہ ناقدین نے امام ترمذی پر اس بارے میں انتقادات کئے ہیں اور وہ قریب قریب ان لوگوں میں ہیں جو تصحیح و تحسین میں تساہل رکھتے__ امام عبدالعظیم منذری کتاب الترغیب میں فرماتے ہیں: انتقد علیہ الحفاظ تصحیحہ لہ بل و تحسینہ ۵ؐ حفاظ نے ان کی تصحیح پر بلکہ تحسین پر بھی تنقید کی ہے۔

[فتاوی رضویہ جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 289]

یہ جرح بالکل وہی ہے جو امام حاکم کے ضمن میں پیش کی گئ ہے

میرا ایک معصومانہ سا سوال ہے کیا اس جرح کو سامنے رکھتے ہوئے سنن ترمذی کی تمام روایات کو موضوع اور ضعیف ثابت کیا جائے تو پھر ان تمام مستدلات کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا جن سے فقہائے احناف نے استدلال کیا ہے

مثال کے طور پر ترک رفع یدین کی حدیث جس کو امام ترمذی نے حسن کہا قرار دیا ہے

پس جو جواب اپ کا ہوگا وہی جواب میرا ہوگا

مذکورہ بالا روایت کو ہم نے پیش کیا تھا

امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے

لیجیے ایک تیسرا حوالہ بھی حاضر خدمت ہے

حافظ ابن حجر نے بھی اسی حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے

«فتح الباري» لابن حجر (6/ 293 ط السلفية):

«رواه ابن جرير من طريق شعبة، عن عمرو بن مرة، عن أبي الضحى عن ابن عباس في هذه الآية: {ومن الأرض مثلهن} قال: في كل أرض مثل إبراهيم، ونحو ما على الأرض من الخلق، هكذا أخرجه مختصرا وإسناده صحيح»

اپ کے پیش کردہ اعتراضات میں سے صرف دو اعتراضات کا جواب دینا باقی ہے

ایک یہ ہے کہ یہ قول شاذ ہے

اور ایک معارف القران کے حوالے کا جواب

ناشتہ کے بعد اس پر بھی کچھ عرض کرتا ہوں

شاذ والے اعتراض کا تحقیقی جواب

شاذ کی دو قسمیں ہیں

1 اپنے سے زیادہ اوثق راوی کی مخالفت

2 ثقہ راوی کا تفرد

اور مذکورہ بالا حدیث جو ہم نے پیش کی ہے وہ دوسری قسم کی قبیل سے ہے لہذا یہ اعتراض بھی ختم ہوا

اگر فریق مخالف اس کو پہلی قسم قرار دیتے ہیں تو ان کو یہ بات قران وسنت سے ثابت کرنی پڑے گی کہ نہ تو سات زمینوں کا وجود ہے اور نہ ہی اس میں کسی مخلوق کا وجود ہے اور اس حدیث کو زیادہ اوثق راویوں سے ثابت کرنا پڑے گا

یہ چیلنج قیامت کی صبح تک برقرار رہے گا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

لیجیے محدثین کے حوالہ جات بھی پڑھ لیجیے

«مقدمة ابن الصلاح = معرفة أنواع علوم الحديث - ت عتر» (ص 77):

«وَذَكَرَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَنَّ الشَّاذَّ هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي يَتَفَرَّدُ بِهِ ثِقَةٌ مِنَ الثِّقَاتِ، وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ بِمُتَابِعٍ لِذَلِكَ الثِّقَةِ»

«دورة تدريبية في مصطلح الحديث» (9/ 9 بترقيم الشاملة آليا):

«فالحديث الشاذ هو: حديث الثقة الذي خالف فيه من هو أوثق منه أو خالف فيه من هو أكثر عدداً منه.

وأما مخالفة الضعيف للثقة فيطلق على مخالفة الضعيف المنكر، وحديث الثقة يطلق عليه المعروف.

وإذا تفرد الثقة بحديث فلا يطلق عليه شاذ، وإنما يطلق عليه حديث صحيح، يُعمل به في العقائد والأحكام وسائر أمور الإسلام.

وإذا كان هذا الراوي من الحفاظ الضابطين المتقنين فلا شك أنه حديث صحيح، وإذا كان ينزل عن مرتبة التوثيق وتمام العدالة والضبط إلى مرتبة الصدق والأمانة فهو حديث حسن»

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ فرمان ان کی ذاتی رائے ہے جمہور علماء دیوبند کی ارا کو ہم اگلی ٹرم میں پیش کریں گے اور الزامی حوالہ جات بریلوی علماء کے کتب سے بھی پیش کریں گے۔

بریلوی صدر مناظر کی طرف سے مداخلت

بطور صدر مناظر میرے کچھ فرائض ہیں۔لہٰذا مفتی احمد حسن صاحب ! میں آپ کو یاد دلا دوں کہ آپ کا دعوی تھا، اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، مگر یہ جو روایت آپ نے لگائی ی اسکا اس اثر کی سند کی تصحیح سے کچھ تعلق نہیں۔

یہ بات ایک طالب علم بھی جانتا ہے کہ جب بات سند کی تصحیح و تضعیف کی ہوتی ہے تو گفتگو اسکے رجال پہ ہوتی ہے اور دوسرا طریقہ اقوال محدثین کو نقل کرنا ہے۔آپ ان دونوں سے ہٹ کر کونسا نیا طریقہ ایجاد کر رہے ہیں جو اصول محدثین کے خلاف ہے۔

آپ ٹریک سے ہٹیں مت۔

✍ مبارک علی رضوی۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے جواب

جناب صدر صاحب اپ صرف اتنی بات کر سکتے ہیں کہ اپ موضوع سے ہٹ رہے ہیں یہ سارے کام مناظر صاحب کے ہیں اور یہ حدیث جو میں نے پیش کی ہے اس کا موضوع کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے

قران مقدس کی آیت کی وہی تفسیر ہے جو اوپر میں نے بیان کی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسی خدشے کا اظہار کر رہے ہیں کہ جو شخص اس تفسیر کا انکار کرے گا وہ قران مقدس کی اس ایت کو جھٹلانے والا ہوگا اب اپ حضرات کی مرضی ہے چاہے.بریلوی حضرات قران پاک کو مانیں یا قران مقدس کا انکار کر دیں

بریلی صدر مناظر کی طرف سے پھر مداخلت

آپ اپنے دعوی کی دلیل نقل کریں اور آپکا دعوی اثر ابن عباس کی سند کی تصحیح کا ہے۔رہا تعلق اس روایت کا، تو اسے پیش کرنا سود مند نہیں کہ اولا اسکا آپکے دعوی سے کچھ تعلق نہیں ثانیا یہ روایت موضوع کی مناسبت سے بھی مفید نہیں۔

آپ کو ٹریک پہ رکھنا میری ذمہ داری ہے۔اور آپ گزارشات پہ فوکس کریں اور موضوع سے ادھر ادھر ہٹیں مت۔اور رہا آپ کی اس روایت کا تعلق تو اس سے عیاں ہے کہ انہوں نے اسکی تفسیر بیان ہی نہیں کی اس خدشہ کے پیش نظر۔

دیوبندی مناظر کا جواب

جی یہی تو میں عرض کر رہا ہوں ایک جگہ انہوں نے خدشے کا اظہار فرمایا۔اور دوسری طرف اس بات کا بھی امکان ہے کہ

مومن کے نور بصیرت سے ان کو اس بات کی خبر ہو گئ ہو کہ اخری زمانے میں بریلوی حضرات اس کا انکار کریں گے اور جو شخص اس کی تفسیر بیان کرے گا اس پر کفر کا فتوی لگائیں گے۔اس لیے انہوں نے اپنی زندگی میں تفسیر بیان کر دی تھی

ضروری تنبیہ

آپ مسلسل غیر ضروری مداخلت کر رہے ہیں اگر اپ نے ابھی مداخلت کی تو بحث کو ختم کر دیا جائے گا

ضروری نوٹ

آپ نے اپنے ذہن میں جو دست و گریباں بنا کر رکھا ہوا تھا کہ مفتی صاحب وہ پیش کریں گے

آپ کے لیے یہی ایک دست و گریباں ہی کافی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس ایت کی ایک تفسیر ایسی بھی ہے اگر اس کو ظاہر کر دیا جائے تو لوگ اس تفسیر کا انکار کرکے کفر میں داخل ہو جائیں گے

آپ اپنے صدر مناظر کو خاموش کروائیں آپ نے بھی گفتگو کرکے اصول مناظرہ کی خلاف ورزی کی ہے ویسے شکست تو اپ حضرات کی ہو ہی گئ ہے

بریلوی معاون مناظر کی طرف سے جواب.

میں خود نہیں بولا مناظر کی اجازت سے بات کر رہا ہوں وہ کچھ دیر میں آکر آپ سے بات کریں گے پہلے بات کرنے کے لئے معذرت اب آپ جواب کا انتظار کریں

بریلوی مناظر کی تقریر شروع.

محترم سامعین ! مدمقابل مناظر نے آغاز میں ہی خلط مبحث کی راہ اختیار کرلی ہے،ابھی سے موضوع سے فرار کی راہ دیکھ رہے ،اور بقول علماء دیوبند موضوع سے فرار شکست کے مترادف ہے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مناظر موصوف نے دعویٰ کیا تھا کہ اثر

ابن عباس اسنادی طور پہ درست ہے اور اس کے درست ثابت ہونے سے تحذیر الناس پہ جملہ اشکال دور ہونگے۔اب موصوف نے جو روایت اول پیش کی، صرف اسی کی بحث تحذیر الناس میں درج ہے، اس لئے آپ دیگر روایات سے استدلال نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ اول تو یہ ہے کہ صاحب تحذیر الناس کی گفتگو کا محور یہ ہے کہ اثر ابن عباس میں چھ خواتم کا ذکر ہے اور حضور ﷺ ان سب کے خاتم ہیں، سرکار کی نبوت بالذات اور ان کی بالعرض ہے،اس لئے حضور ﷺ ان سب کے خاتم ہیں۔اب اس نکتہ کا اثبات آپ دیگر پیش کردہ روایات میں نہیں، کیونکہ ان میں دیگر خواتم کا تذکرہ موجود نہیں۔

پھر تحذیر الناس میں جو سوال کیا گیا اس میں بھی دیگر زمینوں کے خاتم کا ذکر ہے،اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی مثل ماننے کے متعلق وضاحت ہے، نانوتوی صاحب نے نہ صرف ان انبیاء کا وقوع مانا ہے بلکہ یہ بھی لکھا وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوں یا بعد آپ ﷺ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔بلکہ خاتم النبیین کا جو معنی یعنی خاتم رتبی انہوں نے بیان کیا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ کی شان بڑھ جائے گی۔جب رسول اللہ ﷺ کے بعد انبیاء کا وجود مان کر انہوں نے رحمۃ العالمین کی توہین و تنقیص کا ارتکاب کیا ہے۔ بہر حال صاحب تحذیر نے بھی یہی اثر پیش کیا اور دیگر روایات سے استدلال نہیں کیا،اس لئے آپ بھی دیگر روایات سے استدلال نہیں کر سکتے۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے اعتراض

صدر مناظر ہونے کی حیثیت سے آپ اصل موضوع سے ہٹ چکے ہیں جو کچھ میں نے حوالہ جات پیش کیے ہیں اس کے جواب الجواب پر غور فرمائیں اگر آپ اصل موضوع سے ہٹے تو مجھے اپ کے ساتھ گفتگو سے معذرت کرنی پڑے گی

بریلوی مناظر کی پھر امداخلت

نانوتوی صاحب کی گفتگو کا مرکزی نکتہ یہاں بھی حدیث اول کے الفاظ سے استدلال کیا ہے۔۔۔لہٰذا اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہیکہ مجاہد صاحب دیگر روایات پیش نہیں کر سکتے جب تک ان روایات سے نانوتوی صاحب کے موقف پہ استدلال نہ ہو۔۔۔کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے (تجلیات آفتاب، تبرید النواظر)

پھر آپ کے دعویٰ کے مطابق اثر ابن عباس کے درست ہونے سے تحذیر الناس پہ جملہ اشکال ختم ہو جائیں گے، جبکہ تحذیر الناس پہ مرکزی اشکال یہ ہیکہ اس میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کا انکار کیا گیا ہے۔اب محض اس اثر کے سندا صحیح ہونے سے تحذیر الناس پہ

اس مرکزی شبہ کا جواب کیسے رقم ہوگا، یہ مسئلہ جناب مفتی صاحب موصوف نے حل کرنا ہے، جس پہ ابھی تک وہ کھل کر کلام نہیں کر رہے۔

حبیب اللہ ڈیروی کے حوالہ پہ تاویل کا جواب

ہم نے ڈیروی صاحب سے استدلال کیا تھا، انہوں نے واضح کہا تھا کہ امام حاکم کثیر الغلط ہیں، جوابا موصوف نے اس جرح کو درست تسلیم کیا ہے، لیکن یہ کہا کہ اس جرح کا تعلق کسی خاص حدیث سے ہے جبکہ یہ بات محض تحریف پہ مبنی ہے۔ کیونکہ ڈیروی صاحب نے واضح بغیر کسی لگی لپٹی کے امام حاکم کو کثیر الغلط کہا، جس کا جواب دینے سے مناظر موصوف قاصر رہے۔

جناب من نے اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ اس ڈیروی صاحب کی جرح سے مستدرک تمام ساکت ہو گی تو جناب یہ استدلال آپ کی کتاب سے اس کا جواب بھی آپ کو اپنی کتاب سے ہی دینا ہے۔ احمد شاہ چوکیروی لکھتے ہیں:۔

خدا کے بندو! جب تمہاری کتب سے نام بردہ بزرگ کا تشیع ثابت کیا گیا ہے تو اپنی معتبر کتابوں سے جواب پیش کرو (تحقیق فدک ص 21)

جب ہم نے استدلال آپ کی کتاب سے کیا ہے تو جواب بھی آپ کو اپنی ہی کتاب سے دینا ہے، اس کے جواب میں فتاویٰ رضویہ واہلسنت کی دیگر کتب سے استدلال نہیں کر سکتے۔

اب جو امام حاکم کی تصحیح پہ فتاویٰ رضویہ کا حوالہ پیش کیا تو وہ انہیں مفید نہیں کیونکہ ہم نے امام حاکم پہ جرح ان کے گھر سے پیش کی تھی لہٰذا جواب بھی انہیں اپنے گھر سے دینا ہوگا

امام حاکم پہ کذب کی جرح کا جواب اور ان کا اوکاڑوی کے نزدیک غالی شیعہ ہونا

پھر تحقیقی گفتگو کرتے ہوئے ہمارے معاند نے کہا کہ امام حاکم پہ کذب کی جرح بھی موجود ہے تو کیا آپ امام صاحب کی تمام روایات کو رد کر دیں گے۔ جناب من ہم الزام خصم کے طور پہ آپ کے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں، اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی کتب سے اس کا جواب دیں، مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب مزید سنئیے ! امام حاکم کے متعلق آپ کے زبدۃ المحدثین جناب اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں :۔

مگر اس کا پہلا راوی ابو عبد اللہ الحافظ غالی شیعہ ہے ۔۔۔۔جس کی سند کا ایک راوی غالی شیعہ ۔۔۔(رسائل اوکاڑوی ج4 ص 284)

اب آپ کے مشہور مناظر محدث پالن پوری لکھتے ہیں:۔

مبتدع کی روایت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی تو اس کی روایت لینا جائز نہیں، جیسے غالی شیعہ (تحفۃ الالمعی ج1 ص 112)

شریک بن عبد اللہ پہ جرح

اس روایت میں ایک اور راوی شریک بن عبد اللہ ہے، اس کے متعلق تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں :۔

یہ قاضی شریک بن عبد اللہ ہیں، ان کی عدالت میں تو کوئی کلام نہیں لیکن کوفہ میں قاضی بننے کے بعد ان کے حافظہ میں تغیر پیدا ہو گیا تھا، اس لئے انہیں ضعیف قرار دیا گیا(درس ترمذی ج1 ص 208)

لہٰذا یہ نقل کردہ روایت ضعیف ہے۔ایسے ہی سرفراز صاحب نے انہیں بھی کثیر الغلط اور کثیر الخطاء قرار دیا(احسن کلام ج2 ص 141-140)

اور ہم سرفراز سے نقل کر چکے کہ کثیر الغلط راوی کی روایت قبول نہیں

روایت زیر بحث شاذ اور نا مقبول ہے

موصوف نے یہ بھی سوال فرمایا ہے کہ یہ شاذ کی کونسی قسم ہے تو اس کا جواب بھی ہم ان کے گھر سے پیش کرتے ہیں، سلیم اللہ خان لکھتے ہیں :۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا، مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے، اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاہ کو محدثین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا (کشف الباری ج15 ص 112)

لیجئے ! یہ روایت کیونکہ دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے۔خود آپ کے ممدوح علامہ ابن حجر جن سے آپ نے تصحیح پیش کی وہ بھی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم ظاہری نظر میں عقیدہ ختم نبوت کے معارض ہے (فتح الباری ج6 ص293 بحوالہ حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص274)

لیجئے ! ابن حجر نے سند کی تصحیح کے باوجود مضمون کے ظاہر کو عقیدہ ختم نبوت کے معارض قرار دیا۔اور عقیدہ ختم نبوت قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل سے ثابت ہے،اور یہ حدیث ان دلائل کی مخالفت کی وجہ سے قبول نہیں۔

شریک بن عبداللہ آئمہ محدثین کی نظر میں

ابن حبان فرماتے ہیں؛۔

وكان في آخر أمره يخطئ فيما يروي، تغير عليه حفظه([الثقات (6/ 444)]

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:۔

صدوق يخطئ كثيرا, تغير حفظه منذ ولي القضاء بالكوفة، وكان عادلا فاضلا عابدا شديدا على أهل البدع [تقريب التهذيب (1/ 436)]

امام النسائی فرماتے ہیں:۔

وثقه ابن معين، وقال غيره: سيئ الحفظ، وقال النسائي: ليس به بأس، هو أعلم بحديث الكوفيين من الثوري [الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة (2/ 574)]

یحیٰ بن معین فرماتے ہیں:۔

وثقه ابن معين، وقال غيره: سيئ الحفظ، وقال النسائي: ليس به بأس، هو أعلم بحديث الكوفيين من الثوري [الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة (2/ 574)]

امام مغلطائی لکھتے ہیں:

وشريك كثير الغلط [الإعلام بسنته عليه الصلاة والسلام بشرح سنن ابن ماجه الإمام (1/ 365)]

ادریس کاندھلوی کی ذاتی رائے کا جواب

ہم نے ادریس کاندھلوی صاحب کا حوالہ پیش کیا تھا موصوف فرماتے ہیں کہ وہ ذاتی رائے ہے، جناب یہ صرف آپ نے گلو خلاصی کی راہ نکالی ہے لیکن یہاں سے بھی ہم آپ کو کہیں نہیں جانے دیں گے، حوالہ جات حاضر ہیں۔

1۔ادریس کاندھلوی کا حوالہ پیش ہو چکا

2۔ سلیم اللہ خان کا حوالہ بھی عرض ہو چکا

3۔اب تیسرا حوالہ پیش خدمت ہے، دیوبندی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

بعض نے اس حدیث کو موضوع بھی کہا ہے جیسا کہ روح میں ابی حبان سے نقل کیا ہے لہذا علماء بھی اس کو منوانے پہ زور نہ دیں (تسہیل بیان القرآن ص 1153)

لیجئے! تھانوی صاحب نے بھی اس کا موضوع ہونا نقل کیا اور اس سے اختلاف نہیں کیا بلکہ لکھا کہ اس کو منوانے پہ زور نہ دیں یعنی استدلال لیا، یعنی جب نقل سے اختلاف نہ ہو تو اتفاق کے مترادف ہے جیسا کہ سرفراز صاحب نے تصریح کی ہے۔

4۔دیوبندی مفتی لکھتے ہیں:۔

اولا تو شبہ اسرائلیات کی وجہ سے اس کا محمل تلاش کرنے میں کاوش کی چنداں حاجت نہیں (احسن الفتاوی ج1 ص 508)

5۔دیوبندی محقق اسلم قاسمی لکھتے ہیں:۔

اس کے بارے میں چند علماء کا قول اور تنقید تو خود علامہ حلبی نے نقل کر دی ہے جس سے اس حدیث کا کمزور ہونا ثابت ہوتا ہے (سیرۃ حلبیہ ج1 ص 469)

روایت اگر سندا صحیح بھی تو۔۔۔۔

ہم توفیق ایزدی سے عرض کرتے ہیں کہ روایت اگر صحیح بھی ہو تو اس کا درست مفہوم یہ ہیکہ دیگر زمینوں میں ممتاز شخصیات ہیں، چنانچہ اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

مگر عام فہم کے موافق سب سے اچھی اور سہل تفسیر اس کی وہ ہے جو روح المعانی میں ہے کہ ہر زمین میں ایسی مخلوق ہے جو

اصل کی طرف لوٹتے ہیں ۔۔۔اسی ان زمینوں میں بھی کچھ ایسے افراد ایسے ہیں جو دوسروں سے ممتاز ہیں (تسہیل بیان القرآن ص 1153)

یہی بات احسن الفتاویٰ میں درج ہے۔ پھر تھانوی صاحب نے اس تفسیر کی توثیق کی ہے اور اسے سب سے اچھا قرار دیا ہے۔ پھر تھانوی صاحب کے متعلق دیوبندی حضرات لکھتے ہیں:۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے (عشق رسول اور علمائے حق ص 208)

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ روایت سندا صحیح بھی تو اس کا صحیح مفہوم صرف اس قدر ہو گا کہ ان زمینوں میں ممتاز شخصیات ہیں، انہیں نبی مان کر خواتم قرار دینا اور پھر بالذات اور بالعرض کی تقسیم سے نبوت کی دو قسمیں گھڑنے کی کوئی حاجت نہیں، نہ ہی خاتم النبیین کے معنی کو تبدیل کی کرنے ضرورت ہے۔ لیکن نانوتوی صاحب نے یہ سب کچھ کیا اور مرزا قادیانی کے لئے راہ ہموار کی۔

آخر میں عرض ہیکہ فتاویٰ رضویہ میں فقط امام ترمذی کی تحسین پہ جرح ہے جبکہ ہم نے دیوبندیوں سے امام حاکم کی شخصیت پہ جروحات پیش کی ہیں دونوں کو ایک دوسرے پہ قیاس کرنا درست نہیں

بریلوی مناظر کی ٹرم مکمل ہوئی۔

دیوبندی مناظر میدان مناظرہ میں

دیوبندی مناظر کی گفتگو شروع ہوتی ہے

امام حاکم کے بارے میں جناب کے گھر کی گواہی:

حدیث میں ثقہ ہے رافضی خبیث ہے۔۔۔ سخت متعصب تھا۔۔۔ اندرون خانہ شیعت پر پختہ تھا کاش وہ مستدرک نہ لکھتا کیونکہ اس میں اس نے فضائل سے روگردانی کی ہے

[میزان الکتب۔ صفحہ نمبر 347،348/346۔ مشہور بریلوی محقق مولانا محمد علی صاحب

[

اس کے باوجود فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان نے امام حاکم کی تصحیح پر اعتبار کیا ہے

بریلوی کتب میں فتاوی رضویہ سمیت 400 سے زائد مختلف مقامات پر مستدرک حاکم کی روایات سے استدلال کیا گیا ہے امید ہے کہ تسلی اور تشفی ہو جائے گی

صفحہ نمبر 348/347/346

مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی طرف سے دیے گئے ایک الزامی حوالے کا مسکت جواب

حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے حوالے پر ہم نے فتاوی رضویہ کو محض الزامی طور پر پیش کیا تھا اور امام ترمذی کے حوالے سے ایک اصولی موقف بیان کیا تھا کہ

فما ھو جوابکم وھو جوابنا

اس پر بریلوی مناظر صاحب نے اب تحقیق فدک نامی کتاب کا حوالے دیا ہے جس پر یہ استدلال کیا ہے کہ جس پر جرح کی گئی ہے اسکا جواب بھی اسی کے مسلک کی کتابوں سے دیا جائے گا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہ ذہن نشین کر لیں کہ بریلوی مناظر صاحب کو ہمارا استدلال ہی سمجھ نہیں آیا کہ ہم نے فتاوی رضویہ سے استدلال کیا کیا ہے؟۔

بقول ارشد مسعود چشتی صاحب بریلوی کے

جن کو الزامی جواب سمجھ نہ آئے اسکو میدان مناظرہ میں نہیں آنا چاہیے اس سے اس کا تو کچھ نہیں بگڑتا اس کے اکابر کی علمیت کا پول کھل جاتا ہے۔

(تحفظ اہل سنت جلد اول)

جناب ہم نے کہا تھا حبیب اللہ ڈیروی صاحب سے اس روایت پر جرح ثابت کیجیے۔ کیونکہ آپ کی پیش کردہ جرح کا ہماری روایت سے کوئی تعلق نہیں نیز آپ کی جرح سے پوری مستدرک غلط نہیں ہو جاتی۔ لہذا آپ نے حبیب اللہ ڈیروی صاحب کا حوالہ پیش کر کے جو نتیجہ اخذ کرتے ہوئے استدلال کیا اس کا بطلان ہم نے فتاوی رضویہ کے حوالے سے کیا ہے

اب جو نتیجہ آپ نے اخذ کرتے ہوئے استدلال کیا اس کا رد تو آپ کے گھر سے ہی کیا جانا تھا آپ نے جو استدلال کیا ہے اس کے تو ہم ذمہ دار نہیں کہ اس کا جواب بھی اپنی کتابوں سے دیتے پھریں۔

تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں

پہلے موصوف اپنے ذہن میں ایک اختراع سوچتے ہیں پھر اسے الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمارے سر منڈھ دیتے ہیں اور پھر تردید فرما کر اپنے حواریوں سے داد و تحسین کے ڈونگرے وصول کرتے ہیں وکیل صفائی نے جو اصول اہل سنت سے منسوب کیا ہے وہ ہرگز نہ تو ہمارے کسی کتاب میں ہے اور نہ ہی ہمارا موقف ہے۔

(کنز الایمان اور مخالفین جلد دوم صفحہ 50)

لہذا تحقیق فدک والا اصول یہاں پر لاگو نہیں ہوتا۔

حضرت اقدس مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب کی طرف سے پیش کردہ حوالہ کا جواب

مولانا شیخ سلیم اللہ خان صاحب نے امام بیہقی کے حوالے سے جو کچھ نقل فرمایا ہے اس میں حضرت سے تسامح ہوا ہے کیونکہ جس روایت کو تحذیر الناس میں پیش کیا گیا ہے اور اس سے استدلال کیا گیا ہے۔ اس پر امام بیہقی نے کوئی کلام نہیں فرمایا

پہلے وہ حدیث پڑھ لیں

«الأسماء والصفات - البيهقي» (2/ 267):

«831 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى "»

ناظرین غور سے دیکھیں یہاں پر بلا جرح کے اس حدیث کو نقل کیا گیا ہے اور جس حدیث پر شاذ ہونے کی جرح کی ہے وہ الگ روایت ہے

«الأسماء والصفات - البيهقي» (2/ 268):

«832 - وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي الله عنهما فِي قَوْلِهِ عز وجل: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوَ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام. إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ،

خود امام بیہقی کے استدلال سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے یہ شاذ کی دوسری قسم ہے

اور امام بیہقی کی یہ الفاظ

إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ

تفرد راوی کی طرف مشیر ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایک راوی کا تفرد ہے اور ایک اور واضح قرینہ بھی موجود ہے روایت میں موجود یہ لفظ (بِمُرَّةَ) کسی راوی کی طرف اشارہ نہیں ہے جیسا کہ بریلوی عالم مولانا غلام رسول سعیدی صاحب سے تسامح ہوا ہے انہوں نے اس کو ایک راوی سمجھ لیا ہے حالانکہ اس کا لفظ کا مطلب یہ ہے (ایک مرتبہ)

اگر یہ ہمارا مطلب قبول نہیں ہے تو بریلوی حضرات کو چیلنج ہے کہ مذکورہ بالا راوی حدیث سے نکال کر دکھائیں جس کا نام (مُرَّةَ)

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

ابھی تو ابتدا عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

راوی حدیث شریک پر اعتراض کا منہ توڑ جواب

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3822 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أَنْبَأَ عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3822 - صحيح

راوی حدیث (شریک: ھو ابن عبد اللہ النخعی) پر جرح کا تفصیلی جواب

فریق مخالف نے علمائے دیوبند کے چند کتب سے مذکورہ بالا راوی پر جرح نقل کی ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح اور درست ہے یہ جرح اس صورت میں ہے جب راوی شریک: ھو ابن عبد اللہ النخعی کا کوئی متابع موجود نہ ہو۔

جبکہ مذکورہ بالا حدیث کا متابع خود مستدرک حاکم میں موجود ہے

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3823 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، فِي قَوْلِهِ عز وجل: " {سَبْعَ

سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: فِي كُلِّ أَرْضٍ نَحْوُ إِبْرَاهِيمَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3823 - على شرط البخاري ومسلم

لہٰذا یہ اعتراض ختم ہوااور اس کا زبردست قرینہ یہ موجود ہے یہ دو نقد حدیث کی امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دونوں محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

امام حاکم کے متعلق ایک اور جرح کا جواب

بریلوی مناظر صاحب نے اب کی بار ایک اور جرح کرتے ہوئے مجموعہ رسائل مولانا امین اوکاڑوی رحمہ اللہ جلد چہارم کا حوالہ دیا کہ انہوں نے امام حاکم کو غالی شیعہ لکھا ہے اور پھر حضرت پالن پوری صاحب کے حوالے سے لکھا کہ جس کی بدعت حد کفر پر پہنچی ہو اس سے روایت لینا جائز نہیں جیسے غالی شیعہ۔

الجواب

اول تو مناظر صاحب نے ڈنڈی ماری ہے اور تحفۃ الالمعی جلد اول کا حوالہ پیش کرنے میں سخت خیانت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت پالن پوری رحمہ اللہ کی مکمل عبارت یوں تھی

"مبتدع کی روایت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کی گمراہی کفر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہو تو اس کی روایت لینا جائز نہیں، جیسے غالی شیعہ یعنی باطنیہ، قرامطہ، امامیہ یعنی اثنا عشریہ اور خطابیہ سے روایت کرتا جائز نہیں۔

اور اگر اس کی گمراہی فسق کے درجہ کی ہو، جیسے تفضیلی شیعہ کی گمراہی تو دیکھا جائے: اگر وہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو وہ معاند ہے، اور اصح مذہب یہ ہے کہ اس سے روایت جائز نہیں اور اگر وہ اپنے مذہب کی دعوت نہیں دیتا تو اس سے روایت کرنا جائز ہے۔" (جلد 1 ص 112)

اب حضرت نے غالی شیعہ کے بعد یعنی باطنیہ کا لفظ لگا کے خود وضاحت کر دی کہ اس سے مراد باطنیہ تھے اب امام حاکم کو حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے کہیں بھی باطنیہ نہیں کہا ہے۔ گویا پالن پوری صاحب تو مقید بات کر رہے تھے اور آں جناب نے اسے کدھر جوڑ دیا۔

ارشد مسعود چشتی صاحب لکھتے ہیں

"اصل حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی موصوف نے اس حوالے کو سیدی اعلی حضرت رحمۃاللہ علیہ کی ذات پر منطبق کرکے دھوکہ دہی اور دجل وفریب سے کام لیا ہے"

(تحفظ اہل سنت جلد 1 ص 221)

لہٰذا بریلوی مناظر صاحب باطنیہ والے حوالے کو امام حاکم پر فٹ کرنے والے جرم دار ہیں اور ارشد صاحب کے نزدیک دھوکہ دہی، دجل وفریب کے مرتکب ہوئے ہیں۔

دوم

یہی ارشد صاحب لکھتے ہیں

"دیوبندی موصوف نے تھانوی صاحب کا جو حوالہ پیش کیا اس میں وہ سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی تو نہ دکھا سکے اور نہ ہی دکھا سکتے ہیں"

(ص222)

لہٰذا اس اصول پر بریلوی مناظر کو چاہیے ارشد صاحب کے کہے کے مطابق محدث پالن پوری صاحب کے حوالے سے غالی شیعہ سے مراد امام حاکم لیا گیا ہو دکھائیں جو یہ کہیں نہیں دکھا سکتے۔

سوان کی روایت کو رد کرنے کا کیا قرینہ ہوا؟

سوم

امام حاکم کے بارے میں جروحات جو بریلوی محقق مولانا محمد علی نقشبندی صاحب نے لکھی ہیں وہ بھی پیش خدمت ہیں

۔

امام ذہبی کی جرح نقل کرتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ اس رافضی صاحب مستدرک کا برا ہو۔

(میزان الکتب ص 346)

مزید لکھتے ہیں

ابن طاہر کہتے ہیں۔ میں نے ابو اسماعیلی انصاری سے حاکم کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ حدیث میں ثقہ ہے۔ رافضی خبیث ہے ۔ پھر ابن طاہر ہی کہتے ہیں۔ کہ حاکم سخت متعصب تھا

(ص 348)

مزید

حاکم نیشا پوری ابو عبداللہ محمد بن عبد اللہ معروف ابن بیع۔ یہ بہت بڑے شیعوں میں سے ہے۔ اور ان کی شریعت کے ستون ہیں۔ ابن بیع کا میلان شیعیت کی طرف تھا۔ شیعہ سنی دونوں اس کے تشیع کی تصریح کرتے ہیں ذہبی نے ابن طاہر سے بیان کیا۔ کہ میں نے ابو اسماعیلی انصاری سے حاکم کے متعلق پر چھا۔ کہنے لگے حدیث میں ثقہ ہے۔ اور خبیث رافضی ہے۔

(ص 349)

یہ جروحات مختلف محدیثین سے خود بریلوی محقق نے نقل کی ہیں اس کے باوجود بھی فاضل بریلوی صاحب نے ان کی روایت لی چنانچہ

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے زبردست تائید

اور سنئے حدیث "صلاۃ بسواک خیر من سبعین صلاۃ بغیر سواک ۴ (مسواک کے ساتھ نماز بے مسواک کی ستر ۷۰ نمازوں سے بہتر ہے) ابو نعیم نے کتاب السواک میں دو ۲ جید و صحیح سندوں سے روایت کی، امام ضیاء نے اسے صحیح مختارہ اور حاکم نے صحیح متدرک میں داخل کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے

(فتاوی رضویہ جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 468)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

اور حاکم نے صحیح متدرک میں داخل کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے کیا فاضل بریلوی کے ذہن میں ایسے حوالہ جات نہیں تھے جن میں امام حاکم پر جرح کی گئی ہے۔؟

جو جواب تم اس کا دوگے ہماری طرف سے وہی جواب مان لینا۔

چہارم

محمد علی نقشبندی صاحب ہی لکھتے ہیں

"تو معلوم ہوا۔ کچھ لوگ حدیث کے امام بن کر کے بھی شیعیت سے نہیں بچ سکے۔اس لیے جس محدث پر شیعیت ٹپکتی ہو اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتے"

(میزان الکتب ص 351)

جب وہ اہل سنت کے لیے حجت ہی نہیں تو فاضل بریلوی کی ان سے روایت لینے کی وجہ ؟

پنجم

ہمارے پیش کردہ حوالوں سے یہ معلوم ہوا کہ امام حاکم حدیث میں ثقہ تھے لہذا ہماری پیش کردہ روایات کی توثیق ہوئی۔اور ہم

تو روایات لے سکتے ہیں مگر بریلوی حضرات کے لیے تو راستہ ہی بند کر دیا کہ جس محدث سے شیعت ٹپکتی ہو وہ اہل سنت پہ حجت نہیں۔ تو فاضل بریلوی کا ان سے روایت لینا کس اصول سے ہوا؟

بریلوی مناظر صاحب جب جواب دیں تو اس منافقت پہ بھی کچھ ضرور عرض کریں۔

بریلوی محقق عالم مولانا غلام رسول سعیدی کی طرف سے زبردست تائید

غلام رسول سعیدی صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی شعب الایمان" اور "کتاب الاسماء والصفات کے حوالوں سے کیا ہے۔

(الدر المنثور ج ۸ ص ۱۹۷ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابو الحیان اندلسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کے اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے.

(تبیان القران ص 94 جلد 12 ذیل مذکورہ آیت)

مزید

امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔ حافظ ذہبی نے بھی کہا ہے صحیح حدیث۔ (المستدرک، جلد 2، صفحہ 23، پرانا ایڈیشن، المستدرک، حدیث نمبر 3822، المتبع العصریہ 1320 ہجری)

(تبیان القران جلد 12 ص 92,93)

بریلوی مناظر نے شروع میں جو دعوی کیا تھا کہ اس حدیث کی سند درست نہیں یہ دعوی خود ان کے گھر سے غلط ثابت ہوا

آئمہ محدثین اور بریلوی علماء اکابرین ختم نبوت کے منکر ؟

پہلے ان حوالاجات کو غور سے پڑھ لیجیے

حوالہ نمبر 1

مولوی حسن علی رضوی صاحب لکھتے ہیں

" مولوی نقی علی خان اس تحریر سے بھی مطمئن نہ ہوئے ان کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن منکر خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں"

(محاسبہ دیوبندیت جلد 2 ص 451)

فاضل بریلوی کے والد کے فتوی کی رو سے سارے محدثین بشمول غلام رسول سعیدی ختم نبوت کے منکر ہوئے

حوالہ نمبر 2

رضاخانی مناظر اشرف سیالوی صاحب کے بیٹے غلام نصیر الدین سیالوی صاحب بھی اپنی کتاب میں یہی لکھتے ہیں

" اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح و تقویت کیوں کر رہے ہیں"

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص 192 جلد اول)

بریلوی فتوے سے جو اثر ابن عباس کی تصحیح کرے وہ ختم نبوت زمانی کا قائل نہیں ہو سکتا

تصویر کا ایک اور رخ بھی ملاحظہ فرمائیں

بریلوی حضرات کا عقیدہ کہ 7 خاتم النبیین ہیں

دوسری جگہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ اثر یہ صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں ہے

حاشیہ میں مولانا غلام دستگیر قصوری کے حوالے سے لکھا ہے جن کی عبارت کا خلاصہ یہ نکلتا ہے

کہ انہوں نے سات خاتم النبیین کا اقرار کیا ہے

چنانچہ وہ لکھتے ہیں

یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت اس زمین میں مبعوث ہونے والی انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

کیا ان کی یہ توضیحات اور تشریحات قران مقدس کے خلاف نہیں ہے

قران مقدس میں تو فقط ایک خاتم النبیین حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان کیا گیا ہے جب کہ بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ سات خاتم النبیین ہیں

[تبیان القران علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی فرید بک سٹال صفحہ نمبر 94 /93/ 92]

مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید ایک واسطہ سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بھی کرتے ہیں

تو کیا یہ سب حضرات ختم نبوت کے منکر تھے ؟

طے شدہ موضوع سے فرار کی ناکام کوشش

فریقین کا موضوع گفتگو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث تھی جس کو موصوف چھوڑ کر تحذیر الناس کی طرف جانا چاہتے ہیں جو یقینی طور پر خلط مبحث ہے

ورنہ ہمارے منہ میں بھی زبان ہے ہم اپ کے گھر کی کتابوں سے اپ کو نبوت ہی کا منکر ثابت کر دیں گے

علامہ سیالوی کی تحقیقات کے حوالہ جات اگر میں نے پیش کرنا شروع کر دیے تو پھر اپ منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہیں گے کیونکہ اپ نے تحذیر الناس کو تھوڑا چھیڑا ہے ہم بھی اپ کے ساتھ تھوڑی سی چھیڑ خانی کر لیتے ہیں

بریلوی صدر مناظر کی طرف سے صدر بننے پر معذرت

ہمارے صدر مناظر ایک فوتگی میں مصروف ہیں اب سے یہ فرائض مناظر اہل سنت رئیس المحققین جناب تیمور رانا انجام دیں گے۔

نئے بریلوی صدر مناظر کی طرف سے فورا مداخلت

میں بطور صدر مناظر عرض کرتا ہوں آپ خلط مبحث کے مرتکب ہو رہے ہیں تحذیر الناس پہ گفتگو آئندہ آ رہی ہے۔۔۔۔ہمارے مناظر نے صرف آپ کے دعویٰ کے حوالہ سے تحذیر کو چھیڑا ہے اس پہ مستقل اعتراض نہیں کیا مگر آپ مجبور ہو کر خلط مبحث پہ آمادہ ہے اس موضوع کا اثر ابن عباس سے کوئی تعلق نہیں

دیوبندی مناظر پھر میدان میں

رانا تیمور صاحب جتنا اپ کے مناظر نے مجھے چھیڑا ہے میں کوشش کروں گا کہ اتنا ہی ہاتھ رکھوں میری طرف سے زیادتی نہیں ہو گی

مشہور بریلوی محقق اور مناظر مولانا مفتی جمیل احمد صدیقی اپنی کتاب التبشیرات میں مشہور بریلوی مناظر مولانا اشرف علی

سیالوی صاحب کو نبوت ہی کا منکر قرار دیتے ہیں

اصولی طور پر تو پہلے اس پر بحث ہونی چاہیے

دوسری طرف حضرت علامہ مولانا اشرف سیالوی صاحب کہتے ہیں کہ میرا یہ عقیدہ جس کی بنیاد پر مجھے کافر کہا جا رہا ہے 14 صدیوں سے امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بھی میرے ہم عقیدہ ہیں

دیوبندی مناظر کی پھر آمد

دیوبندی مناظر کی طرف سے حوالہ نمبر 4

«تفسير ابن أبي حاتم» (10/ 3361):

«قَوْلُهُ تَعَالَى وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ

18918 - عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ قَالَ:

سَبْعُ أَرْضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى »

مشہور مفسر قران (ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (ت ۳۲۷ھ)

نے اپنی تفسیر (تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم) میں بغیر کسی تردید کے قران مقدس کی اس ایت

(قَوْلُهُ تَعَالَى وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ)

سے استدلال فرماتے ہوئے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ فرما کر ہمارے موقف کی زبردست تائید فرما دی ہے

ابھی تک بریلوی مناظر کی طرف سے ایک بھی مسلم محدث کا حوالہ پیش نہیں کیا گیا جس نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہو

اور ہم نے پانچ محدثین سے اس حدیث کی صحت کو ثابت کیا ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے پانچویں دلیل

«الأسماء والصفات - البيهقي» (2/ 267):

«831 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي الله عنهما، أَنَّهُ قَالَ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعَ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى "»

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی سند پر کوئی کلام نہیں فرمایا اور یہ ہمارے موقف کی زبردست دلیل ہے

ضروری وضاحت

ہم نے اپنے موقف پر پیش کردہ حدیث کی صحت کو تین محدثین سے صحیح ثابت کر چکے ہیں امام بہیقی بھی اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں گویا چار محدثین نے ہماری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے چھٹی دلیل

مشہور مفسر (ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی، النیسابوری، الشافعی) (ت ۴۶۸ھ-) نے اپنی تفسیر (التَّفْسِيرُ البَسِيْط) میں ان تمام روایات کے ساتھ ساتھ دیگر محدثین کی اراء کو نقل فرما کر ہمارے موقف کی زبردست تائید فرمائی ہے

«التفسير البسيط» (21/ 523):

«وقال مجاهد: يتنزل الأمر بينهن بحياة بعض وموت (1) بعض، وغنى واحد (2) وفقر آخر، وسلامة هذا وهلاك ذاك (3). قال: وهذه الأرض إلى التي تحتها مثل فسطاط بأرض فلاة، وهذه السماء إلى التي فوقها مثل حلقة في فلاة (4).

وقال قتادة: في كل سماء من سمائه، وأرض من أرضه خلق من خلقه وأمر من أمره، وقضاء من قضائه (5).

وروى ابن أبي نجيح عن مجاهد {يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ} قال: بين الأرض السابعة إلى السماء السابعة (6).
وروى مجاهد عن ابن عباس في تفسير هذه الآية قال: لو حدثتكم بتفسيرها لكفرتم، وكفركم تكذيبكم بها (7).

وروى أبو الضحى (8) عنه قال: في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى، ونحو ما على الأرض من الخلق)

مشہور مفسر امام مجاہد قران مقدس کی ایت (یتنزل الامر بینھن) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ وحی کا سلسلہ سات اسمانوں اور سات زمینوں تک پھیلا ہوا ہے اب جو شخص ان معتبر تفاسیر کا انکار کرے گا وہ دراصل وحی کا انکار کر رہا ہے

ایک ضمنی اصول کی طرف اشارہ

صحابی کی تفسیر حدیث مسند کا درجہ رکھتی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ شَاذَانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " كَانَ فِيكُمْ أَمَانَانِ: مَضَتْ إِحْدَاهُمَا، وَبَقِيَتِ الْأُخْرَى "، {وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ، وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ} [الأنفال: 33] «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وَقَدِ اتَّفَقَا عَلَى أَنَّ تَفْسِيرَ الصَّحَابِيِّ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ» وَلَهُ شَاهِدٌ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے اندر دو" امان " تھے، ان میں سے ایک گزر چکا ہے اور اب صرف ایک باقی ہے (ایک امان یہ تھا) "

«وما كان الله ليعذِّبهم» (اور دوسرا امان یہ ہے) : «وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون»

☆☆ یہ حدیث امام مسلم رحمۃاللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح ہے لیکن اسے صحیحین میں نقل نہیں کیا گیا۔ جبکہ امام بخاری رحمۃاللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃاللہ علیہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر حدیث مسند کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس حدیث کی ایک شاہد حدیث بھی موجود ہے جو کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منعقول ہے۔ (وہ حدیث درج ذیل ہے " (

Al Mustadrak Hakim# 1988

اس حوالے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو تفسیر ہم نے پیش کی ہے وہ صحابی کا اپنا قول نہیں ہے بلکہ وہ حدیث مسند کے درجے میں ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے ساتویں دلیل

مشہور مفسر قران (ابو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ۷۷۴ھ) اپنی تفسیر (تفسیر القرآن العظیم) یعنی تفسیر ابن کثیر میں بہت سے روایات نقل کرنے کے بعد خلاصہ کے طور پر یہ لکھتے ہیں

زمین کے ساتوں حصوں میں مخلوق خدا کا ہونا بمع انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بہت سی احادیث سے ثابت ہے اس کا منکر قران وسنت کا منکر ہے

حافظ ابن کثیر کی عبارت غور سے ملاحظہ فرمائی

«تفسير ابن كثير - ت السلامة» (8/ 156):

«وَمَنْ حَمَلَ ذَلِكَ عَلَى سَبْعَةِ أَقَالِيمَ فَقَدْ أَبْعَدَ النَّجْعَة، وَأَغْرَقَ فِي النَّزْعِ وَخَالَفَ الْقُرْآنَ وَالْحَدِيثَ بِلَا مُسْتَنَدٍ. وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي سُورَةِ الْحَدِيدِ عِنْدَ قَوْلِهِ: {هُوَ الأوَّلُ والآخِرُ والظَّاهِرُ والْبَاطِنُ} [الْآيَةَ: 3] ذِكَرَ الْأَرَضِينَ السَّبْعَ، وَبُعْدَ مَا بَيْنَهُنَّ وَكَثَافَةُ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ وَهَكَذَا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَغَيْرُهُ، وَكَذَا فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ "مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَالْأَرْضُونَ السَّبْعُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ" (4) . وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا وَكِيع حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ

مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: {سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قَالَ لَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِتَفْسِيرِهَا لَكَفَرْتُمْ وَكُفْرُكُمْ تَكْذِيبُكُمْ بِهَا.

وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ الْقُمِّيّ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنّ} الْآيَةَ. فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ مَا يُؤَمِّنُكَ إِنْ أَخْبَرْتُكَ بِهَا فَتَكْفُرُ. وَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الضُّحى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنّ} قَالَ عَمْرٌو قَالَ فِي كُلِّ أَرْضٍ مِثْلُ إِبْرَاهِيمَ ونحو ما على الأرض من » «الْخَلْقِ.

وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ فِي كل سماء إبراهيم (1) وقد وروى الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ هَذَا الْأَثَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَبْسَطَ مِنْ هَذَا [السِّيَاقِ] (2) فَقَالَ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ النَّخَعِيُّ أَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنّ} قَالَ سَبْعُ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمَ وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى كَعِيسَى »

ناظرین یہ سات دلائل ہو چکے ہیں اور ابھی تک لاجواب ہیں کسی ایک بھی حوالے کا بریلوی مناظر توڑ نہیں کر سکا

دیوبندی مناظر کی طرف سے آٹھویں دلیل

مشہور محدث (سراج الدین إبو حفص عمر بن علی بن إحمد الأنصاری الشافعی المعروف ب-ابن الملقن (۷۲۳ - ۸۰۴ ھ-)اپنی کتاب (التوضیح لشرح الجامع الصحیح) میں تحریر فرماتے ہیں جو اس کا خلاصہ یہ ہے

قران مقدس کی اس ایت (اللہ الذی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر یہ ہے کہ ہر زمین میں انبیاء کا سلسلہ جاری رہا ہے پھر اگے چل کر علامہ (الجور قانی) کے حوالے سے لکھتے ہیں

اس سلسلہ کے ایک حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے

حوالہ ملاحظہ فرمائیں

«التوضيح لشرح الجامع الصحيح» (19/ 23):

«وروى البيهقي عن أبي الضحى مسلم، عن ابن عباس أنه قال: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى.

ثم قال: إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح، وهو شاذ، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا.

وفي سنن ابن ماجه: أن ما بين السماء والأرض مسيرة ثلاثة وسبعين سنة أو نحوها، وكذا بين كل سماء وسماء.

وقال الجورقاني: إنه حديث صحيح»

امام جوزقانی بھی ہماری پیش کردہ روایت کو صحیح قرار دے رہے ہیں گویا چھ محدثین سے ہم نے اپنے موقف کی صحت ثابت کر دی ہے۔

دیوبندی مناظرہ کی طرف سے نویں دلیل

مشہور محدث (إحمد بن علی بن محمد، ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ - ۸۵۲ھ) اپ نے کتاب (إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من إطراف العشرة) میں اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

یعنی یہ دونوں حدیثیں شیخین کی شرط پر صحیح ہیں

ان دونوں روایت پر کوئی جرح نہیں فرمائی

حافظ ابن حجر کا حوالہ نوٹ فرمائیں

«إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة» (8/ 65):

«- حَدِيثُ كم: " فِي قَوْلِهِ: اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ. قَالَ: سَبْعَ أَرْضِينَ، فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى " الْحَدِيثَ.

كم فِي تَفْسِيرِ الطَّلَاقِ: أنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْهُ، بِهَذَا. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَاضِي، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا آدَمُ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، بِبَعْضِهِ. وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ»

دیوبندی مناظر کی طرف سے دسویں دلیل

مشہور حنفی محدث (: بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی (ت ۸۵۵ھ-) اپنی کتاب (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری) میں قران مقدس کی اس آیت

(أَللهُ الَّذِي خلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ ومِنَ الأرْضِ مَثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الأمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أنَّ الله علَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وأنَّ الله قَدْ أحاطَ بِكُلَّ شَيْءٍ عِلْمَاً) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ زمین صرف ایک ہے اس کا یہ عقیدہ قران وسنت سے ٹکراتا ہے

پھر آگے وہی روایات بیان فرمائی ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں

چنانچہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں

«عمدة القاري شرح صحيح البخاري» (15/ 111):

«(بابُ مَا جاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ)

هَذَا بَاب فِي بَيَان مَا جَاءَ فِي وضع سبع أَرضين.

وقَوْلِ الله تعَالى {أللهُ الَّذِي خلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ ومِنَ الأرْضِ مَثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الأمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أنَّ الله علَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وأنَّ الله قَدْ أحاطَ بِكُلَّ شَيْءٍ عِلْمَاً (الطَّلَاق» «عمدة القاري شرح صحيح البخاري» (15/ 111):

«بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمَاً (الطَّلَاق: 21) .

وَقَول الله، بِالْجَرّ عطفا على قَوْله: فِي سبع أَرضين. قَوْله: (الله) مُبْتَدأ. و: الَّذِي خلق، خَبره. قَوْله: (سبع سموات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ) فِي الْعدَد، قيل: مَا فِي الْقُرْآن آيَة تدل على أَن الْأَرْضين سبع: إلاّ هَذِه الْآيَة. وَقَالَ الدَّاودِيّ: فِيهِ دلَالَة على أَن الْأَرْضين بَعْضهَا فَوق بعض مثل السَّمَوَات لَيْسَ بَينهَا فُرْجَة، وَحكى ابْن التِّين عَن بَعضهم: أَن الأَرْض وَاحِدَة، قَالَ: وَهُوَ مَرْدُود بِالْقُرْآنِ وَالسّنة. وروى الْبَيْهَقِيّ عَن أبي الضُّحَى عَن مُسلم عَن ابْن عَبَّاس، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنه قَالَ: {الله الَّذِي خلق سبع سموات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} (الطَّلَاق: 21) . قَالَ: سبع أَرضين فِي كل أَرض نَبِي كنبيكم وآدَم كآدمكم ونوح كنوحكم وَإِبْرَاهِيم كإبراهيمكم وَعِيسَى كعيسى، ثمَّ قَالَ: إِسْنَاد هَذَا الحَدِيث عَن ابْن عَبَّاس صَحِيح، وَهُوَ شَاذ بِمرَّة لَا أعلم لأبي الضُّحَى عَلَيْهِ مُتَابعًا. وروى ابْن أبي حَاتِم من طَرِيق مُحَمَّد عَن مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس، قَالَ: لَو حدثتكم بتفسير هَذِه الْآيَة لكفرتم، وكفركم تكذيبكم بهَا »

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

خلاصہ کلام

ہم اپنے موقف کو قران مقدس کی روایات تین احادیث صحیحہ اور 10 مسلمہ محدثین و مفسرین سے ثابت کر چکے ہیں

نیز اس کے ضمن میں مفسر قران حضرت عبداللہ بن عباس کے ارشادات اور مشہور تابی مفسر امام مجاہد کے اقوال بھی نقل کر چکے ہیں

تفرق اور ذاتی قول کے متعلق بریلوی اعتراض کا تحقیقی جواب

ہم نے **شیخ الحدیث مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ** کے حوالے سے اپنی ایک معروض پیش کی تھی کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق ان کی رائے جمہور علماء اکابرین متقدمین و متاخرین نیز علمائے دیوبند کی اراء کو مد نظر رکھتے ہوئے تفرد کی حیثیت رکھتی ہے

فریق مخالف نے **شیخ الحدیث شیخ مولانا سلیم اللہ خان** کا ایک اور حوالہ پیش کیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ ان کا بھی قول ہے تو اس پر بھی یہ عرض ہے کہ وہ ناقل ہیں اور اپنی کچھ معروضات معارف القران سے بھی نقل فرمائی ہیں

حضرت اقدس حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے حوالے سے عرض ہے

حضرت نے فرمایا کہ بعض علماء نے اس کو موضوع کہا ہے یہ بعض کا لفظ خود تضعیف کی طرف مشیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جمہور علماء اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں

باقی منوانے پر زور نہ دینا اس کے ہم بھی قائل ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو حضرات محدثین اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں ان کو ختم نبوت کے منکرین نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ اج کل مرزا جہلمی کا وطیرہ ہے

تفرد و ذاتی رائے کے متعلق بریلوی معروضات کا الزامی جواب

جب ہم نے مولانا علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے تفرد کا قول کیا تو اس پر فریق مخالف نے بزعم خود پانچ حوالوں کے نمبر لگا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اب میں نے پانچ کی گنتی پوری کردی ہے گویا اب یہ تفرد نہیں رہا اور ہمارے تفرد والے جواب کو گلو خلاصی کا نام دیا اور یہ کہا کہ یہاں سے بھی ہم اپ کو کہیں جانے نہیں دیں گے۔

جواب

پہلی بات تو یہ کہ ذاتی رائے میں تعداد کا اعتبار بریلویوں کے ہاں وجود نہیں رکھتا کہ اتنے بندے ہوں تو تفرد ہے اور پانچ چھے یا اتنے ہوں تو تفرد نہیں ہے۔

دلیل

جناب تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں

"(یہ باتیں) مصنفین کی ذاتی آراء پر مشتمل ہیں ان کا مسلک اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔"

(دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ صفحہ 547)

گویا متعدد مصنفین کی بھی آراء کو بھی ذاتی رائے کہا جا سکتا ہے۔ اگر اب بھی مناظر صاحب کو تشفی نہیں ہوتی تو ایک اور حوالا

دیکھیں

جناب تیمور رانا لکھتے ہیں

جناب نے یہ اعتراض کیا کہ غلام مہر علی صاحب کو کیونکہ دوسرے مولویوں کی تائید حاصل ہے اور انہوں نے جناب کی کتاب سے متعلق تعریفی کلمات ادا کیے ہیں اس لیے اسے تفرد نہیں کہہ سکتے جناب کہ اس لایعنی اعتراض سے ان کی علمی حیثیت تو خود بخود واضح ہو گئی

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم صفحہ 74)

گویا دیگر و معتدد حضرات کا ہم موقف ہونا بھی تفرد کے دعوی کو ختم نہیں کرتا۔ بلکہ اس پہ اعتراض لایعنی اور علمی حیثیت کو بیچ چوراہے پھوڑ دینے کے مترادف ہے۔

امید ہے تشفی ہو گئی ہو گی۔

بریلوی مناظر کی ٹرم شروع ہو چکی ہے

سب سے اول تو عرض ہیکہ موصوف نے ہمارے کئی دلائل کو چھوا تک نہیں، مثال کے طور پہ ہم نے اسلم قاسمی اور احسن الفتاویٰ اس روایت کی تردید نقل کی تھی، مگر موصوف نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس روایت کا صحیح معنیٰ تھانوی صاحب سے بیان کیا تھا، جناب اس سے غض بصر کرکے دوڑ گئے اور چالیس حوالہ جات پیش کرنے کی دھمکی دینے لگے، اس پہ یہی کہنا ہے کہ

؎ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جناب چالیس نہیں چار سو بھی حوالہ پیش کر دیں، اگر وہ دعویٰ سے مطابقت نہ رکھتا ہو، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کا دعویٰ ہیکہ اثر ابن عباس کی تصحیح سے تحذیر الناس پہ جملہ اعتراضات کا خاتمہ ہوتا ہے، آپ نے جتنے بھی تصیح کے حوالہ جات پیش کئے، ان میں محض سات زمینوں کے قول کو قبول کیا گیا ہے، کسی محدث نے ساتھ خواتم کا قول نہیں کیا۔ ہم قیامت کی صبح تک چلینج کرتے ہیں ! جناب مفتی صاحب ! آپ زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں، مر سکتے ہیں مگر ایک محدث کا حوالہ پیش نہیں کر سکتے، جس نے تحذیر الناس کی تشریح کی تائید کی۔ اگر کسی نے تصحیح کی ہے تو اس نے اس کا مطلب ہمارے موافق ہی بیان کیا ہے، جسے ہم دوسری ٹرم میں تھانوی صاحب کے حوالہ

سے عرض کر چکے۔اور آپ میں اس کی تردید کی ہمت نہ ہو سکی۔اب ہم اولاآپ کی پیش کردہ تصحیات کا جواب عرض کرتے ہیں،اس کے بعد دیگر دلائل کی طرف متوجہ ہونگے۔

اماحاکم کی تصحیح کا جواب

قارئین ! امام حاکم کی تصحیح کا تو خود علماء دیوبند بھی اعتبار نہیں کرتے۔بقول سرفراز صفدر :۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام حاکم مستدرک میں موضوع اور جعلی حدیثوں تک کی تصیح کر جاتے ہیں

(احسن الکلام ج2 ص115)

حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں :۔

امام حاکم کثیر الغلط ہیں مستدرک میں انہوں نے کافی غلطیاں کی ہیں بعض دفعہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہہ دیتے ہیں۔۔۔(نور الصباح ص62-62)

لیجئے ! یہاں حبیب اللہ ڈیروی نے مطلّقاامام حاکم کی کثیر الغلط کہا اور واضح لکھا کہ وہ موضوع حدیث کو بھی صحیح کہہ دیتے ہیں،اس لئے معاند کااسے خاص روایت تک محدود کرنا محض دھوکہ وفریب دیناہے۔

ظفر اقبال صاحب لکھتے ہیں :۔

لہٰذا محدثین کے نزدیک مستدرک حاکم کی وہی روایات قابل اعتبار ہیں جن تصحیح پر امام حاکم کے ساتھ حافظ ذہبی رحمۃاللہ علیہ تلخیص المستدرک میں متفق ہوں (سیدنا معاویہ گمراہ کن غلط فہمیوں کاازالہ ص80)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی یہی قول نقل فرمایاہے (بستان المحدثین ص 70)

اس لئے امام حاکم کی تصحیح قابل قبول نہیں۔

امام ذہبی کی تصحیح کا جواب

اولاتو امام ذہبی بھی تصحیح میں فروگذاشت کر جاتے ہیں،اس لئے ان کی تصحیح من وعن قبول نہیں،دیوبندی امام انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں :۔

فرمایا کہ ذہبی نے مستدرک حاکم پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ کوئی شخص حاکم کی تصحیح پر اطمینان نہ کرے تا وقتیکہ میری تنقید نہ دیکھ لے میں کہتا ہوں ذہبی کی یہ بات بے محل ہے (نوادرات امام کشمیری ص 25)

ایسے فقیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

لیجئے ! امام حاکم رحمہ اللہ جن تصحیح احادیث میں متساہل ہیں اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کی موافقت میں فروگذاشت کر جاتے ہیں۔تو ہو سکتا ہے کہ نافع بن محمود مجہول کی حدیث کی تصحیح میں بھی انہوں نے روایتی تساہل سے کام لیا ہو (خاتمۃالکلام ص 450)

اس لئے امام ذہبی کی تصحیح خود دیوبندیوں کے نزدیک من و عن قبول نہیں۔ثانیا انہوں نے خود اس روایت پہ کلام کیا ہے اور واضح لکھا کہ یہ قبول نہیں،اس پہ تفصیلی حوالہ آئندہ بحث کی زینت ہوگا۔

حوالہ نمبر 4 کا جواب

تفسیر ابن ابی حاتم کا جواب

موصوف نے تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ نقل کیا اور کہا کہ انہوں نے روایت بلاتردید نقل کر تصحیح کی ہے (مخلصا)

قارئین ! تفسیر ابنن ابی حاتم میں محض یہ روایت نقل ہے اور نقل روایت علماء دیوبند کے نزدیک بھی مذہب نہیں ہوتا۔دیوبندی محمد عبدالکریم نعمانی لکھتے ہیں:۔

اور ضروری نہیں کہ ہر نق کی ہوئی بات ناقل کا عقیدہ ہو۔مگر چتروڑی صاحب کی دیانت یہ ہے کہ محض نقل روایت کی بناء پر اسے امام بخاری کا مذہب قرار دیا (چتروڑی کے الزامات کا مسکت کا جواب ص 65)

طاہر حسین گیاوی لکھتے ہیں:۔

تیسری بات جو خاص طور سے اس جگہ قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں۔ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلیسی سے انھوں نے اس کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا سے لہٰذا قاری محمد طیب صاحب کی حیثیت صرف ناقل کی ہے، قائل کی نہیں (بریلویت کا شیش محل ص 31)

ہم بھی کہتے ہیں کہ صاحب تفسیر کی حثیت محض ناقل کی سی ہے، قائل کی نہیں۔آخر میں ہم سرفراز صاحب کا حوالہ پیش کرتے

ہیں، جس سے مجاہد صاحب کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

اور کتب تفاسیر ہیں ہر قسم کی رطب و یابس روایات نقل ہوتی چلی آرہی ہیں لہذا کسی تفسیر میں ایسی بے سروپا روایت کا موجود ہونا ان کی صحت کی ہر گز دلیل نہیں (اتمام البرہان ص 397)

امام ابن حجر کی تصحیح کا جواب/دلیل نمبر 3

قارئین! ہم نے ابن حجر کی تصحیح کا جواب ٹرم دو میں ہی عرض کر دیا تھا، کہ تصحیح کہ باوجود وہ اس روایت کے ظاہر کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے ہیں، موصوف نے کل سارا دن لیا۔ لیکن ہماری اس وضاحت کا جواب نہ دے سکے۔

بریلوی مناظر کا ایک شعر پیش کرنا

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر

آب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اس کے بعد پھر اس کی تقریر شروع ہو جاتی ہے

دلیل نمبر 5 کا جواب

امام بیہقی کی تصحیح

امام بیہقی کی تصحیح بھی مبہم ہے، لیکن خود علماء دیوبند کے ان کے متعلق کیا تاثرات ہیں، پہلے وہ ملاحظہ کریں، حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں:۔

قارئین کرام! اس عبارت میں امام بیہقی نے زبردست خیانت کا ارتکاب کیا ہے ۔۔۔۔بیہقی ،حاکم،ابو علی کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے (توضیح الکلام پر ایک نظر ص 137)

سرفراز صفدر لکھتے ہیں:۔

اما بیہقی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگر ان کی یہ تصحیح بھی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ سند کا حال آپ دیکھ ہی چکے ہیں

(احسن الکلام ج 1 ص 540)

پھر دیکھی جناب آپ نے الاسماء و صفات کا حوالہ پیش کیا، لیکن کیونکہ موصوف شاملہ سے کاپی پیسٹ کرنے میں مصروف ہیں، اس لئے انہیں اس بات کی خبر نہ ہو سکی کہ اس کے حاشیہ میں ہی محقق نے اسے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، کاش موصوف کاپی پیسٹ کی بجائے کتب سے مطالعہ کرتے تو انہیں یہ ہزیمت نہ اٹھانا پڑتی۔ پھر امام بہیقی کی اس تصحیح کا جواب دیتے ہوئے شیخ ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:۔

امام بیہقی نے ابن عباس کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا مگر محدثین و اصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے اسس

رجہ سے شاداو معلول ہے اور احادیث شادہ کو محدثین نے حجت نہیں سمجھا (معارف القرآن ج 8 ص 160)

لیجئے ! اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ امام بہیقی کی تصحیح کو خود علماء دیوبند نے بھی قبول نہیں کیا۔ ادریس کاندھلوی صاحب نے اس تصحیح کا واضح رد کیا ہے۔ ایسے ہی شیخ سلیم اللہ نے بھی اس تصحیح کا رد کرتے ہوئے لکھا:۔

، مگر محدثین واصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث. معروفہ کے خلاف ہے، اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذہ کو محدثین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا، (کشف الباری ج 15 ص 112)

شیخ سلیم اللہ خان نے بھی اس تصحیح کو رد کر دیا ہے۔ جناب جس تصحیح کو آپ کے اپنے قبول نہیں کرتے، اسے ہم سے منوانے پہ کیوں آمادہ ہیں۔

بریلوی مناظر کی ایک اور تقریر شیخ سلیم اللہ کا موقف

موصوف کہتے ہیں کہ شیخ نے امام بہیقی کا کلام نقل کیا، جناب من یہ آپ کی جہالت ہے۔ اس لئے کہ شیخ نے بہیقی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد اس کی تردید کی ہے مگر موصوف نے اسے بھی نہیقی کے کلام پہ حمل کیا ہے۔۔ جناب من کیا آپ زاغ کے شوربے کا اثر تو نہیں ہو گیا جو بینائی میں فرق آ گیا اور عامۃ الناس کو دھوکہ دینے پہ آمادہ ہیں۔۔۔

تفرد کی تاویل کا جواب

جناب تفرد وہ ہوتا ہے جو جمہور اہلسنت کے خلاف شاذ موقف ہو، ادریس کاندھلوی دیوبندی کا موقف جمہور اہلسنت کے موافق

ہے۔انہوں نے بیہقی کی تصحیح کے باوجود اس روایت کے مضمون کو احادیث کے خالف قرار دیا ہے۔۔۔یہی موقف اہلسنت کا ہے ابن حجر نے بھی اسے ظاہر کے خلاف قرار دیا سیوطی نے اس کی تردید کی فتاویٰ رملی میں اس کا رد کورانی نے اسے مجروح قرار دیا۔۔۔۔سخاوی بھی اسے قبول نہیں کرتے۔۔۔اور اس کے مضمون کو ناقابل قبول کہا ہے اگر کسی نے تصحیح کی ہے اس نے بھی اس کے ظاہری مضمون کو قبول نہیں کیا۔۔جیسے آلوسی وغیرہ نے اسے ممتاز شخصیات پہ حمل کیا ہے کسی نے اس سے سات خواتم کا تذکرہ نہیں کیا۔۔۔۔قیامت کی صبح تک چیلنج ہے کہ ایک حوالہ کسی محدث کا دیں جس نے نانوتوی کی تائید کی ہو اور اس اس روایت سے سات خواتم کا تذکرہ کیا۔۔۔مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین گفتگو آگے بڑھانے سے قبل دوبارہ عرض ہیکہ موصوف ایک محدث کا حوالہ پیش نہ کرسکے جس نے تحذیر الناس کی متنازعہ تشریح کی تائید کی ہو اور اس روایت سے سات خواتم کا اثبات کیا ہو، موصوف مر سکتے ہیں زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں، مگر ایک محدث سے اس کی حمایت میں حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔۔۔اور یہی موصوف کی شکست کی دلیل ہے کیونکہ دعویٰ میں واضح لکھاہیکہ اس روایت کی تصحیح تحذیر الناس کے اشکال کو دور کرتی ہے جبکہ کسی محدث نے اس کی وہ تشریح بیان نہیں کی۔۔۔اس لئے موصوف کی ایک بھی دلیل ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں

چھٹی دلیل کا جائزہ

دیوبندی موصوف نے بڑے طمطراق سے اس روایت کو تفسیر بسیط سے نقل کیا، جب کہ خورد بین کے ساتھ بھی ہمیں اس روایت کی تصحیح نہیں ملی، اور محض نقل روایت کو تصحیح پہ حمل نہیں کیا جاسکتا۔۔جیسا کہ ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔۔۔

ساتویں دلیل کا جواب

قارئین! ساتواں حوالہ موصوف نے علامہ ابن کثیر کا نقل کیا ہے، جبکہ علامہ ابن کثیر نے اس روایت کو اسرائیلیات میں شمار کیا ہے۔خود دیوبندی ساجد خان لکھتا ہے:۔

اعتراض نمبر 7: بن کثیر نے البدایۃ والنہایہ میں اس کو اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے: جواب اللہ پاک ان پر رحمت کرے ان کا یہ قول بلا دلیل ہے (ازالۃ الوسواس ص 17)

لیجئے ! خود دیوبندی ساجد خان نے تسلیم کیا ہے کہ علامہ ابن کثیر تو اسے اسرئیلیات میں سمجھتے ہیں، جہاں تک یہ کہنا کہ بلا دلیل ہے، تو موصوف کا اپنا قول کونسا دلیل سے مزین ہے۔ موصوف خود کسی دلیل سے ثابت کرتے کہ یہ اسرائیلیات میں سے نہیں ہے۔ پھر اسرائیلیات کا مطلب سمجھاتے ہوئے دیوبندی اسیر ادروی لکھتے ہیں:۔

،ایسے ہی بے سند اور بے بنیاد قصوں کو اسلامی اصطلاح میں "اسرائیلی روایت یا اسرائیلیات کہا جاتا ہے، یہ رواتیں اسلامی رواتیں نہیں ہیں، بلکہ ان کا منبع و مخرج حقیقتاً قوم یہود ہے۔ (تفسیروں میں اسرائیلی روایات ص 35)

آٹھویں دلیل کا جواب

موصوف کہتے ہیں کہ امام جوزقانی نے تصحیح کی ہے۔ جناب امام جوزقانی تو جارح ہیں۔اس روایت پہ تعدیل مبہم کے بلمقابل ان کی جرح مفسر موجود ہے۔ چنانچہ سرفراز خان صفدر امام جوزقانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:۔

جوزقانی اس کو سئی الحفظ اور مظطرب الحدیث کہتے ہیں (احسن الکلام ج 2 ص 140)

لیجئے ! تعدیل مبہم کے بلمقابل ہم نے جرح مفسر پیش کی ہے ،اور دیوبندی خیر محمد جالندھری کا اقرار ہے کہ تعدیل مبہم کے بلمقابل جرح مفسر قبول ہو گی

نویں دلیل/ابن حجر کو دوبارہ پیش کرنا

موصوف کی چالاکی دیکھیں بار بار نمبر شمار بڑھانے کے لئے ابن حجر کو پیش کیا، جبکہ ہم جواب دے چکے کہ یہ بھی اس مضمون کو ظاہر کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دسویں دلیل

علامہ عینی نے بھی اس سے صرف ایک سے زائد زمین ہونے پہ استدلال کیا ہے ، نبی کنبیکم کی تشریح میں ساتھ خواتم کی تشریح نہیں کی۔اس لئے یہ روایت بھی قابل قبول نہیں

تمام تصحیحات کا جواب

قارئین ! ہم نے محض اتمام حجت کے لئے ہر تصحیح کا جواب دیا ہے۔ وگرنہ حاجت نہیں،اس لئے جب نفس روایت سندا و متنا

مخدوش ہے اور اس کی سند پہ جرح کو ہمارے معاند بھی مان چکے ہیں تو 10 نہیں 40 تصحیحات بھی پیش کریں تو انہیں مفید اور ہمیں مضر نہیں۔اس لئے موصوف نے کوئی نئی چیز پیش نہیں کی محض شاملہ سے کاپی پیسٹ کیا ہے،جب اس پہ جرح مفسر ہو چکی تو تعدیل مبہم قبول نہیں، جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔

امام حاکم پہ جرح

ہم نے امین اوکاڑوی کا حوالہ دیا تھا کہ امام حاکم غالی شیعہ تھے اور پالن پوری سے پیش کیا کہ غالی شیعہ کی روایت قبول نہیں۔ موصوف نے کہا امام حاکم کا نام دیکھائیں۔ جناب من ہم نے امین اوکاڑوی سے غالی شیعہ ہونے کی جرح کی تھی ، پالن پوری سے استدلال یہ تھا کہ غالی شیعہ کی روایت قبول نہیں۔اب وہ غالی شیعہ کون ہے اس کی بحث نہ ہم نے کی ، نہ ہمیں حاجت۔

اب ہم ایک اور انداز سے جرح کرتے ہیں۔امام حاکم کے متعلق امام ذہبی کے حوالہ سے ظفر اقبال لکھتے ہیں:۔

میں کہتا ہوں اللہ رافضی کا ناس کرے یہ بات اس نے خود گھڑلی ہے (سیدنا معاویہ۔۔گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ ص 79)

اس جگہ امام حاکم کا رافضی اور جھوٹا ہونا تسلیم کیا۔

اب یہی ظفر اقبال صاحب لکھتے ہیں:۔

مبتدع فرقوں کی بھی روایت قبول ہوتی ہے بشر طیکہ ہ مہتم بالکذب نہ ہوں (عادلانہ دفاع ص 177)

دیوبندی صدر مناظر کی طرف سے تنبیہ صدر ہونے کی حیثیت سے عرض ہے کہ جس چیز کا ایک دفعہ جواب دیا جا چکا ہے اس کا تکرار نہ کیا جائے بار بار ایک ہی بات کو دہرایا جارہا ہے

بریلوی مناظر کو کسی عذر کی بنیاد پر ایک دن کے لیے مناظرہ رکنا پڑا

دیوبندی مناظر کا انتظار کے عنوان سے ایک شعر

اب ان حدود میں لایا ہے انتظار مجھے

وہ آ بھی جائیں تو آئے نہ اعتبار مجھے

چلیں اللہ تعالی اپ کو فرصت عطا فرمائے اور اپ ہمارے دلائل کا توڑ کر سکیں

نہ خنجر اٹھے گانہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

بریلوی صدر مناظر کی مداخلت

میں بطور صدر مناظر غرض کرتا ہوں کہ ایک بھی دلیل ایسی نہیں دی جناب آپ نے جو نانوتوی کے موقف کی تائید کرے اور کسی نے بھی نبی کنبیکم سے حضور کے چھ مثل مراد نہیں لئے دس کے دس حوالہ جات میں ایسی کوئی بات نہیں اس لئے اب خاموش رہیں ٹرم مکمل ہونے پہ ہم بات کرلیں گے کہ مزید کیسے آگے چلنا ہے

دیوبندی مناظر کا برجستہ جواب

پس اگر کوئی اور جہاں میں ہو اور اس میں سوائے اس دنیا کے انبیاء مبعوث ہوں اور ایک ان کا خاتم ہو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نبی اور خاتم ہو ہم اس کے ممتنع ہونے پر حکم نہیں کرتے با امر مجبوری مجھے میسج کرنا پڑا ہے دیکھیں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ نبی اور خاتم ثابت ہو رہے ہیں یا نہیں اور اس کی تائید مولانا احمد رضا خان بریلوی سے بھی ثابت ہے اور ہم اس کا پہلے حوالہ بھی دے چکے ہیں .اس لیے اگر اپ کی طرف سے میسج بند نہیں ہوں گے تو میں بھی کرتا رہوں گا

بریلوی صدر مناظرہ کا پھر جواب

او بھائی یہ متاخرین میں سے ایک بندے کا قول ہے وہ بھی آپ کا ہم نوالہ ہم پیالہ ہے یہ قصوری صاحب کا اپنا موقف نہیں

جب حوالہ دیں گے تب علامہ صاحب آپ کو جواب دیں گے بھائی کسی محدث کا قول پیش نہیں کر سکتے ۔۔۔۔جو غیر متنازعہ متفقہ ہو اور اس کے اس حدیث کی روشنی میں حضور کے چھ مثل تسلیم کئے ہوں

لیکن جب خود نانوتوی مانتے ہیں ہکہ اس سے پہلے کسی نے ایسی تشریح نہیں کی اس لئے ایسی کوشش کی بجائے خاموش رہیں

آپ کو علم بھی ہے کہ مد مقابل علامہ حذیفہ اور یہ ناچیز ہے یہاں آپ کی کاریگری نہیں چل سکتی

بریلوی مناظر کی دوبارہ اآمد

قارئین ! ہم نے آپ کے سامنے ایک ایک تصحیح کا جواب رکھا ہے

لیکن کم عرض کرتے ہیں کہ دس نے نہیں دس ہزار بھی اس قسم کے حوالہ جات ہوں تو اس سے تحذیر الناس کی تائید ثابت نہیں ہوتی عبد القدوس قارن لکھتے ہیں :

اثری صاحب کو شاید معلوم ہی نہیں کہ کسی فرد یا طبقہ کی حمایت یا وکالت اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس کا نظریہ اور دعوی اور دلیل پیش نظر ہو اور اس دعوی کی تائید میں دلیل دی جائے یا اس کے خلاف پیش کی گئ دلیل کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی جائے جیسا کہ اثری صاحب نے کیا ہے (تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئے ص 151)

اس سے ثابت ہوا کہ تائید تب ہو گی جب کسی نے اس روایت سے نانوتوی صاحب کے موقف کی تائید کی ہو گی

جبکہ موصوف ایک حوالہ بھی اس پر پیش نہیں کر سکے

پھر موصوف جتنا مرضی زور لگا لیں وہ تحذیر الناس کی تائید میں ایک حوالہ بھی نہیں پیش کر سکتے ،اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خود نانوتوی صاحب کو تسلیم ہے کہ ان کا بیان کردہ مطلب نیا ہے ،یہی بات المھند اور عبارات اکابر کے مصنف نے بھی ہے ،حوالہ جات ملاحظہ ہو:۔

اثر ابن عباس اور علماء اہلسنت کا موقف

اب جہاں تک موصوف نے کہا کہ اہلسنت کے نزدیک اثر ابن عباس کی صحت ماننا ختم نبوت کا انکار ہے اس پہ انہوں نے محاسبہ دیوبندیت اور عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کا حوالہ دیا

جوابا عرض ہیکہ ان حوالہ جات میں محض سندا صحیح ماننے پہ نہیں بلکہ متن کے ظاہر کو درست ماننے پہ انکار ختم نبوت کی بات ہے یہی بات ہم علامہ ابن حجر العسقلانی سے پیش کر چکے ہیں

دوئم موصوف نے تبیان القرآن کے حوالہ سے کہا علامہ غلام دستگیر قصوری نے چھ مثل مانے تو یہ عبارت علامہ غلام دستگیر قصوری کی نہیں فیض الحسن سہارنپوری کی ہے اس لئے ان پہ کوئی اعتراض نہیں

دیوبندی صدر مناظر کا ایک حوالے کا مطالبہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کون سی کتاب میں یہ حوالہ موجود ہے معذرت کے ساتھ پہلے بھی اپ نے حوالہ نہیں دیا تھا؟

صدر ہونے کی حیثیت سے گفتگو کر سکتا ہوں۔اپ اگر بہانہ لگا کر بھاگنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں

بریلوی صدر کا جواب

یہ فتح الباری کا حوالہ دیا آپ کی کتاب کے حوالہ سے دیا جا چکا ہے جس میں صاف لکھا ہے ظاہر ختم نبوت کے خلاف لیکن سند ٹھیک ہے۔۔۔اس کا مقصد یہی ہے کہ اعتراض کا موقع نہ ملے یہ دوسری ٹرم میں دیا تھا آپ کو اس کا جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی

دیوبندی مناظر کا پھر مطالبہ

میرا مطالبہ یہ ہے کہ فتح الباری کے کون سے حصے میں یہ عبارت موجود ہے پھر اس طرح کے حوالے ہم بھی پیش کریں گے اپ نے پھر اعتراض نہیں کرنا ٹھیک ہے اب میں مطالبہ نہیں کروں گا اپ شروع رکھیں

بحیثیت صدر میرے لیے صدر مناظر کی طرف جواب (بریلوی صدر)

بھائی اگر یہ فتح الباری میں نہیں ہے تو بھائی اپنے جواب میں کہہ دینا کہ غلط ہے اس نے جھوٹ بولا ہے تسامح ہے جو بھی جواب دینا ہے دے دینا۔۔۔پھر بالفرض یہ ابن حضر کا نہ بھی ہو آپ کا اپنا مولوی مان گیا ہے کہ ظاہر ختم نبوت کے خلاف ہے۔۔۔اس لئے آپ اس حوالہ سے بھاگ نہیں سکتے آپ کی بے چینی اور ہماری مظبوط گرفت آپ کی بار بار بے جا مداخلت سے ظاہر ہو رہی ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے مناظرہ دوبارہ شروع کرنے کی اپیل

جی رانا صاحب جاری رکھیں بس جو میں نے معلوم کرنا تھا وہ معلوم کر لیا

بریلوی مناظر کی پھر امد

پھر جناب نے جو مفتی جمیل صدیقی کا حوالہ دیا وہ تفضیلی ہیں اور ہمارے زمہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں

اب آخر میں عرض ہیکہ اس روایت کے علاوہ جتنے بھی دلائل ہیں ان میں نبی کنبیکم کے الفاظ نہیں اور نانوتوی کا اصل استدلال اسی سے ہے جہاں تک متابعت کی بات ہے تو اس میں حاکم کا شیخ متہم بالکذب ہے کما فی الروض الباسم

اس لئے یہ روایت بھی حجت نہیں ہو سکتی پھر اس کے الفاظ یا اس سے متبادر معنی میں کہیں بھی زیر بحث روایت سے مماثلت

نہیں نہ ہی آپ کی پیش کردی آیات میں ایسی کوئی بات ہے اور یہ دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں ہی نہیں اس لئے قابل اعتناء نہیں

دیوبندی صدر مناظر کی طرف سے دوبارہ تنبیہ

صدر صاحب آج چوتھا دن ہے اپ کا بندہ پابند ہو کر بیٹھا رہتا ہے مہربانی کرکے اپنی ٹرم ختم کریں پھر اس کے بعد ہماری باری ہے شدت کے ساتھ اپ کی ٹرم کے ختم ہونے کے منتظر ہیں

بریلوی صدر مناظر کی پھر امد

مفتی صاحب آپ کو شاملہ سے سرچ کی سہولت ہے ہمارے مناظر کو مطالعہ کرنا پڑتا ہے حوالہ جات نکالنے پڑتے ہیں تھوڑا صبر کرلیں آج اسے مکمل کرلیں گے اور اس کے بعد آپ کو ہم فوری جواب دیا کریں گے ان شاء اللہ

بریلوی صدر مناظر

اپنے نوجوانوں کو کہیں صبر کریں اور مزید حوالہ جات نکال کر آپ کی معاونت کریں کیونکہ ابھی تک آپ ایک بھی حوالہ اپنے مدعا پہ پیش نہیں کرسکے

دیوبندی مناظر کی پھر آمد

جی رانا صاحب ابھی تک اپ نے میرے کسی بھی اعتراض کا کوئی معقول جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں اور جو کچھ اپ نے پیش کیا ہے

وہ قران مقدس کی اس ایت کا مصداق فوراہی بن جائے گا

«صحيح البخاري» (4/ 1783):

«وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {هَبَاءً مَنْثُورًا} /23/: مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ»

بحثیت صدر مناظر آخری میسج

بریلوی مناظر

سب سے پہلے ہم امام سخاوی کی کتاب مقاصد الحسنہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں امام صاحب نے ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے اور اس روایت کی تردید فرمائی

حوالہ نمبر 2

امام کورانی لکھتے ہیں

وفیہ دلالۃ علی اِن فی کل طبقۃ خلقًا، ومایروی عن ابن عباس علی مارواہ البیہقی: "اِن فی کل اِرضٍ منہا نبیًّا کنبیکم وآدم کآدم ونوحًا کنوح مخالف للاِجماع وصریح (الکوثر الجاری ج6 ص 162)

حوالہ نمبر 3

امام ذہبی لکھتے ہیں

وَرُوِيَ عَن عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ مُطَوَّلا بِزِيَادَةٍ غَيْرَ أَنَّنَا لَا نَعْتَقِدُ ذَلِكَ أصلا فَقَالَ الْبَيْهَقِيّ أخبرنَا الْحَاكِمِ أَنبأَنَا أَحْمد بن يَعْقُوب الثَّقَفِيّ حَدثنَا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَمِنَ الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ سبع أَرضين وَفِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ وَآدَمُ كَآدَمِكُمْ وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى كَعِيسَى // شَرِيكٌ وَعَطَاءٌ فِيهِمَا لِينٌ لَا يَبْلُغُ بِهِمَا رَدَّ حَدِيثِهِمَا وَهَذِهِ بَلِيَّةٌ تُحَيِّرُ السَّامِعَ كَتَبْتُهَا اسْتِطْرَادًا لِلتَّعَجُّبِ وَهُوَ مِنْ قَبِيلِ اسْمَعْ وَاسْكُتْ(العلو العلو للعلي الغفار ص 75:رقم حديث 160)

امام ذہبی بھی اس روایت کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس سے کوئی عقیدہ قائم کیا جائے

حوالہ نمبر 4

امام ابن حجر ہیثمی لکھتے ہیں :-

» أنه شاذ المتن بالمرة. قال الحافظ السيوطي: وهذا الكلام في غاية الحسن فإنه لا يلزم من صحة الإسناد صحة المتن لاحتمال صحة الإسناد ويكون في المتن شذوذ أو علة تمنع صحنه، وإذا تبين ضعف الحديث

أغنى ذلك عن تأويله لأن مثل هذا المقام لا تقبل فيه الأحاديث الضعيفة(فتاوى حديثيه ص 221)

امام ابن حجر ہیثمی کے نزدیک بھی اس روایت کا متن درست نہیں اور ضعیف ہے

حوالہ نمبر 5 :

امام محمد بن یوسف الاندلسی فرماتے ہیں :

قال : و في كل أرض آدم كادم، ونوح كنوح ، ونبي كنبيكم ، وإبراهيم كإبراهيمكم ، وعيسى كعيسى ، . وهذا حديث لا شك في وضعه(تفسير بحر المحيط)

امام صاحب کے نزدیک یہ روایت وضع شدہ ہے درست نہیں

حوالہ نمبر 6

امام سیوطی فرماتے ہیں

: هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ الحاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَكِنَّهُ شَاذٌّ بِمَرَّةٍ، وَهَذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ صِحَّةُ الْمَتْنِ كَمَا تَقَرَّرَ فِي عُلُومِ الْحَدِيثِ؛ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهُ(الهاوى الفتاویٰ ج1 ص 462)

امام صاحب کے نزدیک بھی اس روایت کا متن شاذ اور درست نہیں ہم سرے دست ان چھ عدد حوالہ جات پہ اکتفاء کرتے ہیں

آخر میں موصوف نے جو تبیان القرآن کا حوالہ پیش کیا اس میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیا علامہ آلوسی ممتاز شخصیات سے تعبیر کرتے ہیں وہ ہر گز سات خواتم کے قائل نہیں ایسے ہی علامہ سیوطی نے اس روایت کے متن کہ تردید کی ہے حوالہ ہو گیا ہے

اب جہاں تک عبد الحیٔ لکھنوی صاحب کہ بات ہے ان کے فتوے سے بھی نانوتوی صاحب دائرہ اسلام سے خارج ہیں

وہ فرماتے ہیں جو رسالت میں رسول کی مثل مانے وہ کافر کیونکہ آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے یہی عقیدہ نانوتوی صاحب کا وہ چھ خواتم رسول اللہ کی مثل مانتے ہیں اس لئے کافر ہیں۔

چار دن گزرنے کے بعد بریلوی مناظر کی تقریر ختم ہوئی

چار دن گفتگو جاری رہنے کے بعد بریلوی مناظر نے بالاخر دیوبندی مناظر کو بولنے کا موقع دیا

دیوبندی مناظر کی آمد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

بریلویوں کا اجماعی عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ خاتم النبیین اور بھی ہیں

مشہور بریلوی عالم مولانا غلام رسول سعیدی مولانا غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت اس زمین میں مبعوث ہونے والی انبیاء کے اعتبار سے ہے

تبیان القران جلد نمبر 12 نمبر 92/ 93

ضروری وضاحت

مولانا غلام دستگیر قصوری کی تائید ایک واسط سے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی کر رکھی ہے

ایک ضمنی اعتراض کا جواب

مولانا غلام دستگیر صاحب نے یہ قول مولانا فیض الحسن صاحب سے نقل کیا ہے لہذا یہ ان کا اپنا قول نہیں ہے مختصر طور پر اس کا

جواب یہ ہے مولانا غلام دستگیر قصوری نے اپنی تائید میں یہ حوالہ نقل فرمایا ہے

تفصیل اس کی درج ذیل ہے

تقدیس الوکیل کے مصنف مولانا غلام دستگیر قصوری کے نزدیک مولانا فیض الحسن صاحب کا علمی مقام

مولانا غلام دستگیر قصوری صاحب مولانا فیض الحسن صاحب کا یوں تعارف کرواتے ہیں

(مولانا فیض الحسن رحمۃاللہ علیہ کا علمی مقام)

مولانا فیض الحسن مشہور جلیل القدر ہندوستان سے علوم نقلی و عقلی میں تصانیف مفیدہ کا مصنف ہے۔۔۔۔۔۔ لاہور سے ایک مرتبہ جب بہاولپور میں وارد ہوئے تھے تو خلیل احمد ان کی جوتیاں اگے رکھتے تھے کیوں کہ اپ ان لوگوں کے استاد تھے اب ان مخالفین حق سے وہ مخالف ہوئے اور ان کے مرشد رشید احمد پر گرفت کرنے لگے۔

کیا اتنی زیادہ توثیق کے بعد بھی فریق مخالف کو اس بات کے کہنے کا حق باقی رہ جاتا ہے کہ یہ شخص ہمارا نہیں ہے حالانکہ مولانا غلام دستگیر صاحب نے ان کی اس عبارت کو اپنی تائید میں نقل کیا ہے اور تردید بھی نہیں فرمائی

اگر ہماری بات پر یقین نہ ائے تو ہم اپنی بات کی تائید میں.بریلوی مذہب کی معتبر شخصیت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب کا بھی حوالہ پیش خدمت کر دیتے ہیں

چنانچہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

مولانا غلام دستگیر قصوری نے اس اشکال کے جواب میں لکھا ہے

کہ ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

جی جی اپ یقین اگیاکہ مولانا غلام دستگیر قصوری کا وہی عقیدہ تھاجو مولانا فیض الحسن صاحب کا تھا

اب ذرا ان علماء کے حوالے بھی پڑھ لیجئے جو تقدیس الوکیل کی تائید کرنے والے ہیں

تقدیس الوکیل کی تصدیق و تائید کرنے والے علمائے حرمین شریفین و دیگر علماء

1_ حضرت شیخ محمد صالح بن صدیق کمال مفتی حنفیّہ مکہ معظّمہ

2_ حضرت شیخ محمد سعید بابصیل مفتی شافعیہ ورئیس علماء مکہ معظّمہ

3_ حضرت شیخ محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ مکہ معظّمہ

4_ حضرت شیخ خلف بن ابراہیم مفتی حنابلہ مکہ معظّمہ

5_ حضرت شیخ عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی حنفیّہ مدینہ منورہ

6_ حضرت شیخ محمد علی بن سید ظاہر حنفی مدنی استاد حدیث شریف اسلامیہ مسجد نبوی مدینہ منورہ

7_ پاپا حرمین شریفین حضرت مولانا محمد رحمت اللہ مہاجر مکی مکہ مکرمہ

8_ حضرت مولانا حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکہ مکرمہ

9_ حضرت مولانا عبد السبحان مدرسہ ہندیہ مکہ مکرمہ

10_ حضرت مولانا حافظ عبداللہ سندھی

11_ شیخ الدلائل حضرت مولانا حافظ محمد عبد الحق

12_ شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ فاروقی چشتی تھانوی مہاجر مکی

طوالت کے خدشے سے دیگر علماء کو چھوڑ دیا گیا ہے

اگر حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین کی تائید کے بعد بریلوی علماء اس کو اپنا اجماعی عقیدہ قرار دیتے ہیں کیا اسی اصول کو

پیش نظر رکھتے ہوئے میری یہ بات غلط ہے کہ بریلوی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ مزید خاتم النبین ماننا بھی بریلویوں کا اجماعی عقیدہ ہے

نوٹ

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ دیگر زمینوں میں انبیاء کے متعلق فقط امکان کی حد تک ہے۔ وہ تو اپ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں

مگر جن کا بالفعل یہ عقیدہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل دیگر زمینوں میں مزید چھ انبیاء بھی موجود ہیں وہ اپ کے نزدیک مسلمان ہیں ۔ فیاللعجب

بریلوی صدر مناظر کی فورا مداخلت

مفتی صاحب آپ نے بھی تکرار پہ اعتراض کیا تھا اس لئے مجبورا بول رہا کہ اس عبارت کا جواب ہو چکا یہ فیض الحسن سہارنپوری کی ہے جیسا کہ علامہ حذیفہ نے وضاحت کی ہے بار بار ایک ہی حوالہ پیش کرنے کا کیا مقصد ہے ؟؟ مداخلت کے لئے معذرت

دیوبندی مناظر کا جواب

جی جناب اس اعتراض کا جواب اس میں دیا گیا ہے کہ یہ بندہ ہمارا نہیں ہے اپ ہی کا ہے اور اپ کے بہت بڑے محقق مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ عقیدہ مولانا غلام دستگیر قصوری کا ہے۔

جی رانا صاحب اب تھوڑا سا صبر بھی کریں اور برداشت بھی کریں پہلے حوالے سے ہی گھبرا گئے

دیوبندی مناظر کا بریلوی مناظر سے سوال

جو شخص بالفعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے چھ اور انبیاء مانے وہ شخص بریلویوں کے نزدیک مسلمان ہے اور بریلویوں کا اس عقیدے پر اجماع بھی ہے اور جس شخص کا عقیدہ صرف امکان کی حد تک ہو وہ بریلویوں کے نزدیک ایسا کافر ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ معاذ اللہ

بریلوی مناظر کا جواب

وہ ان کا تسامح ہے اصل کے مقابلے نقل کی اہمیت تو آپ کے لوگ بھی نہیں مانتے خیر آپ جاری رکھیں

دیوبندی مناظر کی تنبیہ

یہ اپ کے مناظر کا کام ہے اپ جواب الجواب میں یہ جواب دینا اور پھر بھی اپ کو منہ توڑ ہی جواب ملے گا۔ لہٰذا اپ خاموش رہیں اس لیے میں نے اپ سے فتح الباری کا حوالہ مانگا تھا اس وقت یہ اصول یاد نہیں رہا تھا اپ کو۔

مولانا غلام دستگیر قصوری کا عقیدہ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ خاتم مولانا فیض الحسن رحمہ اللہ

ناظرین دیکھیں اگر مولانا فیض الحسن دیوبندی ہوتا تو مولانا غلام دستگیر قصوری اس کے ساتھ رحمہ اللہ کیوں لگاتے خاتم النبیین اور بھی بالفعل موجود ہیں اور اس عقیدے پر بریلوی علماء کا اجماع ہے۔

مولانا فیض الحسن سہارن پوری کی دیوبندی اعتقاد پر گرفت

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری اس کو اپنا ہم عقیدہ سمجھتے تھے

ایک بریلوی کتاب کا حوالا دیا گیا

بریلویوں کے اجماعی کتاب جس پر حرمین شریفین کے علماء کے دستخط ہیں اس میں لکھا ہوا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ خاتم النبیین اور بھی ہیں

علمائے حرمین شریفین کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل چھ خاتم النبیین اور بھی بالفعل موجود ہیں کیونکہ انہوں نے اس کتاب کی تائید فرمائی ہے جیسے حسام الحرمین کا مسئلہ ہے۔ لگائیں فتوی ان سب پر اور ان کو بھی اسلام سے فارغ کریں۔

ایک بریلوی طعنے کا جواب

جی رانا تیمور صاحب اپ نے یہی طعنہ دیا تھا۔ تقدیس الوکیل ہی کے حوالے سے کہ اپ کا واسطہ رانا تیمور اور مولانا حذیفہ صاحب سے پڑا ہے

میں اپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ کا واسطہ ایک مفتی کے ساتھ پڑا ہے باقی میرے نام سے تو اپ واقف ہیں گستاخی کی معذرت

دیوبندی مناظر

فتاوی مولانا عبدالحیی رحمہ اللہ کا الزامی جواب

بریلوی مناظر نے مولانا عبدالحیی لکھنوی کا ایک فتوی پیش کیا جس کا خلاصہ یہ تھا

اگر مراد اثبات مماثلت نبوی سے مماثلت جمیع صفات نبویہ میں حتی کہ صفت رسالت میں بھی ہو تو یہ قول کفر ہے

فتاوی مولانا عبدالحیی رحمہ اللہ صفحہ نمبر 71

جبکہ یہ عقیدہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا بھی ہے چنانچہ فاضل بریلوی اپنی کتاب فتاوی افریقہ میں لکھتے ہیں

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث کامل و نائب تام ہیں آئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال و کمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیث مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہیں

(دیکھیے فتاوی افریقہ۔ مصنف مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر 108)

اب بریلویوں کو چاہیے کہ اس فتوے کو اگر وہ مانتے ہیں تو مولانا احمد رضا خان بریلوی پر بھی فتوی لگا دیں تا کہ مناظرہ ہی ختم ہو جائے کیونکہ وہ جمعیت صفات رسالت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اندر بھی مانتے ہیں

ایک اور اعتراض کا جواب

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا اثر ابن عباس کو اسرائیلی روایت قرار دینے کا جواب

بریلوی مناظر نے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک اعتراض نقل کیا ہے کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اسرائیلیات میں شمار کرنا چاہیے اور یہ بات کو انہوں نے بحوالہ علامہ ساجد خان نقل کی پہلے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے بارے میں بریلوی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں

مشہور بریلوی محقق مولانا فیض احمد اویسی اپنی کتاب پنج تن پاک کہنے کا ثبوت میں لکھتے ہیں

ابن تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصب و خوارج کا مقتدر حافظ ابن کثیر

(پنجتن پاک کہنے کا ثبوت صفحہ نمبر 18)

یعنی حافظ ابن کثیر ناصبیوں اور خارجیوں سرغنہ ہے۔الامان والحفیظ۔

مذکورہ بلا حوالہ پیش کرنے کے بعد بریلویوں کے لیے اس روایت پر مزید کلام کرنا بے جا اور فضول ہے مگر اہل علم کے سامنے ہم اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی حقیقت حال سے باخبر ہو سکیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسرائیلیات یعنی اسرائیلی روایات کے بارے میں کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں

«البداية والنهاية» (1/ 35):

«ونحن نورده ما نورده من الذي يسوقه كثير من كبار الأئمة المتقدمين عنهم، ثم نتبع ذلك من الأحاديث بما يشهد له بالصحة أو يكذبه، ويبقى الباقي مما لا يصدق ولا يكذب، وبالله المستعان وعليه التكلان»

ہم پہلے کبار محدثین کی احادیث کو نقل کریں گے پھر اس کے بعد ہم تتبع کریں گے کہ کون سے ایسی اسرائیلی روایات ہیں جن کی تصدیق یا تکذیب ہو سکتی ہے (یعنی قران و سنت سے)

اور باقی وہ روایات رہ جائیں گی جن کی نہ تصدیق ہو سکتی ہے اور نہ تکذیب

بطور مثال حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اگے ایسی بہت سی روایات کو بیان فرمایا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں پھر ان روایات کے متواتر ہونے کا حکم بھی لگایا ہے۔حوالہ ملاحظہ ہو

«البداية والنهاية» (1/ 39):

«فهذه الأحاديث كالمتواترة في إثبات سبع أرضين»

عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان متواتر روایات کو بھی اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے۔پھر اگے چل کر ان زمینوں کی اپس کی مسافت کو قران مقدس سے ثابت کیا ہے

وہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں

«البداية والنهاية» (1/ 39):

«والظاهر أن بين كل واحدة منهن وبين الأخرى مسافة لظاهر قوله تعالى: {الله الذي خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن يتنزل الأمر بينهن} [الطلاق: 12]»

اس حوالے کا مفہوم یہی ہے کہ سات زمینوں میں وحی کا سلسلہ جاری رہاہے اور ساتھ زمینوں کے مابین مسافت کو بھی ثابت کیاہے پھر اسی سلسلہ کو اگے بڑھاتے ہوئے

(ھکذا) کہہ کر حدیث ابن عباس کو بھی نقل فرمایا ہے اور اس کو بھی اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے چنانچہ وہ حوالہ بی پڑھ لیں ۔

«البداية والنهاية» (1/ 42):

«وهكذا الأثر المروي عن ابن عباس أنه قال: في كل أرض من الخلق مثل ما في هذه الأرض حتى آدم كآدمكم، وإبراهيم» كإبراهيمكم. فهذا ذكره ابن جرير مختصرا، واستقصاه البيهقي في الأسماء والصفات، وهو محمول إن صح نقله عنه على أن ابن عباس رضي الله عنه أخذه عن الإسرائيليات

مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ بالا روایات جو کہ متواتر ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اس کی تائید میں اس روایت کو بھی نقل کرتے ہوئے اس کو بھی اسرائیلی روایت میں ہی شمار کر لیا

خلاصہ کلام

ان تمام حوالاجات کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ اسرائیلیات کی پہلی قسم میں سے ہے جس کی تصدیق قران وسنت سے ہوتی ہے پھر اسی ضمن میں ان روایات کا ذکر بھی فرمایا ہے جن کی قران وسنت سے تردید ہوتی ہے۔ جیسے یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں

«السنن الكبرى - النسائي - ط الرسالة» (10/ 213):

11328 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ بِيَدِي قَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنَّ اللهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَوْمَ السَّابِعِ، وَخَلَقَ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَالْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَالشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَالتِّقْنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَالنُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَالدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَآدَمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَخَلَقَ أَدِيمَ الْأَرْضِ أَحْمَرَهَا وَأَسْوَدَهَا، وَطَيِّبَهَا وَخَبِيثَهَا، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ جَعَلَ اللهُ عز وجل مِنْ آدَمَ الطَّيِّبَ وَالْخَبِيثَ»

یہ حدیث محدث امام نسائی نے نقل فرمائی ہے دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس روایت کی سند کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔اس روایت کا خلاصہ یہ ہے جس کو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان نے بھی بیان فرمایا ہے۔دیکھیے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں

اللہ تعالی نے چار روز میں زمین اور دو دن میں اسمان بنایا۔۔۔

پھر اگے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی تخلیق کا ذکر کرتے وئے لکھتے ہیں

جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان حضرت ادم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا

ملفوظات اعلی حضرت صفحہ نمبر 57

پھر اسی روایت پر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ شدید جرح بھی کرتے ہیں

«البداية والنهاية» (1/ 33):

فكان هذا الحديث مما تلقاه أبو هريرة، عن كعب، عن صحفه فوهم بعض الرواة فجعله مرفوعا إلى النبي ﷺ، وأكد رفعه بقوله: " أخذ رسول الله ﷺ بيدي ". ثم في متنه غرابة شديدة فمن ذلك أنه ليس فيه ذكر خلق السماوات، وفيه ذكر خلق الأرض، وما فيها في سبعة أيام، وهذا خلاف القرآن»

جس کا خلاصہ یہ ہے

یہ وہ حدیث ہے جو اس کو حضرت ابو ہریرہ نے حضرت کعب الاحبار سے نقل فرمایا ہے بعض راویوں کو وہم ہوا ہے جنہوں نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے

پھر اگے لکھتے ہیں اس حدیث کے متن میں شدید غرابت ہے کیونکہ اس میں اسمانوں کی تخلیق کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں زمین اور جو کچھ زمینوں کے اندر ہے اس کو سات دن میں بنانے کا ذکر ہے اور یہ بات قران کے برخلاف ہے

خلاصہ کلام

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما جس کو ہم نے پیش کیا اگرچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کو اسرائیلی روایت قرار دیتے ہیں مگر اس روایت کو قران مقدس اور متواتر روایات کی تائید میں لے کرائے ہیں ۔اور ان متواتر روایات کو بھی اسرائیلی روایات قرار دیا ہے

اب فریق مخالف کو چاہیے کہ ان تمام باتوں کا انکار کرکے اپنے ایمان کو ثابت کرکے دکھائے ۔

اور دوسری طرف فاضل بریلوی کے پیش کردہ عقیدہ کو جس کو ہم نے ملفوظات سے نقل کر دیا ہے اس کو بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اسرائیلی روایت شمار کرتے ہیں اور قران مقدس کے خلاف بھی بتاتے ہیں۔

جبکہ بریلویوں کو یہ عقیدہ ہے کہ جو فاضل بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں

اگر بریلوی حضرات فاضل بریلوی کے عقیدہ کی تردید نہ کریں تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے ایمان کا بچنا محل نظر ہے

جواب نمبر 2

خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسرائیلی روایات کی تین قسمیں بنائی ہیں

1 جو قران وسنت کے بالکل موافق ہوں

2 جو قران وسنت سے ٹکراتی ہوں

3 جو نہ قران وسنت کے موافق ہوں اور نہ مخالف ہوں

ہماری پیش کردہ روایات اور احادیث پہلے قسم میں داخل ہیں

نیز فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے عقیدے کو حافظ ابن کثیر نے قران کے مخالف بتایا ہے اور اسے بھی اسرائیلی روایت قرار دیا ہے لگائیں فتوی مولانا احمد رضا خان بریلوی پر اگر ہمت ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ناصبیوں اور خارجیوں کا سرغنہ ہے پھر بھی اس کا حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم تم کو آتی نہیں مگر

واقدی راوی پر اعتراض اور بریلویوں کو چیلنج

سب سے پہلے واقدی راوی کے بارے میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا موقف پڑھ لیجیے فاضل بریلوی لکھتے ہیں

(امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہے) امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کہا ہے جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور ہے لاجرم تقریب میں کہا متروک مع سعۃ علمہ (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے) اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج 5، ص 526)

قارئین غور فرمائیں کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کے نزدیک (واقدی راوی) کی توثیق ثابت ہے اور ان کی توثیق راجح بھی ہے پھر بریلوی مناظر کس منہ سے اس راوی پر جرح کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ روایات کو مجروح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

چیلنج ! چیلنج ! چیلنج !

جتنے بھی روایات ابھی تک ہم نے پیش کی ہیں جن کا تعلق اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہے کسی ایک بھی حدیث کی سند میں واقدی کذاب نہیں ہے۔ لیجیے ہم پھر وہ روایات پیش کر دیتے ہیں

روایت نمبر 1

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3822 - أخبرنا أحمد بن يعقوب الثقفي، ثنا عبيد بن غنام النخعي، أنبأ علي بن حكيم، ثنا شريك، عن عطاء بن السائب، عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما، أنه قال: {الله الذي خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم، ونوح كنوح، وإبراهيم كإبراهيم، وعيسى كعيسى «هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3822 - صحيح

روایت نمبر 2

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 535):

3823 - حدثنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي، ثنا إبراهيم بن الحسين، ثنا آدم بن أبي إياس، ثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما، في قوله عز وجل: " {سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال: في كل أرض نحو إبراهيم «هذا حديث صحيح على شرط

الشيخين ولم يخرجاه» [التعليق - من تلخيص الذهبي]3823 - على شرط البخاري ومسلم

یہ وہ روایات ہیں جن کو محدثین صحیح الاسناد قرار دے چکے ہیں اور ہمارے موقف کی بنیاد ہی یہی دو روایات ہیں جن کی تائید قران مقدس کی دوایات سے بھی ہوتی ہے

ہم بریلوی علماء کو چیلنج کرتے ہیں کہ ان دو روایات سے واقدی کذاب دکھادیں میں ابھی اپنی شکست لکھ کر دینے کے لیے تیار ہوں علماء کی خدمت میں ایک تیسری روایت بھی پیش کی جاتی ہے اگرچہ اس کو ہم نے اپنے موقف میں پیش نہیں کیا کیونکہ اس کی سند پر کلام ہے۔

لیجیے وہ روایت بھی پیش خدمت ہے

«تفسير مقاتل بن سليمان» (4/ 368):

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهُذَيْلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يُوسُفَ، وَلَمْ أسمع «مقاتلا «1» » ، يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ حَسَّانٍ عَنْ أَبِي الضحى فى قوله: «سَبْعَ سَماواتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ» قَالَ: آدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ وَنَبِيٌّ وَمِثْلُ نَبِيٍّ

اس کی سند کا پہلا راوی عبداللہ بن ثابت ہے یہ راوی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی کوئی جرح و تعدیل بیان نہیں کیا اس طرح کا دوسرا راوی ثابت بن یعقوب بن قیس ہے یہ راوی بھی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کی سند کا تیسرا راوی ھذیل بن حبیب ہے یہ راوی بھی مجہول الحال ہے خطیب بغدادی نے اس کا تذکرہ تاریخ بغداد میں کیا ہے اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

پیش کردہ روایت کا چوتھا راوی امام ابو یوسف رحمہ مشہور حنفی مجتہد ہیں ان کا اصل نام یعقوب بن ابراہیم ہے

وہ کنیت ابو یوسف ہے اور یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھی ہیں ۔

یہ امام مجتہد تھے صدوق حسن الحدیث ہیں

اس سند کو پانچواں راوی حبیب بن حسان ہے یہ راوی متروک الحدیث ہے

اس کی سند کا چھٹا راوی ابو الضحی ہے جس کا نام مسلم بن صبیح الھمدانی ہے۔ جو ثقہ راوی ہے

قارئین غور فرمائیں کہ اس کی سند میں بھی واقدی کذاب نہیں ہے۔ اگر علی سبیل التنزل یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ ہو سکتا ہے کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت مل جائے جو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موید ہو اور اس میں واقدی کذاب بھی ہو تو پھر بھی بریلوی اس کو اپنے اصول سے ضعیف ثابت نہیں کر سکتے

(تا حال یہ روایت تلاش بسیار کے باوجود ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی)

کیونکہ فاضل بریلوی کے نزدیک یہ راوی بالکل صحیح ہے جس کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے

ایک اور ضمنی اعتراض کا جواب

فاضل بریلوی کے نزدیک جرح مفسر پر تعدیل مبہم کا اعتبار ہے

فاضل بریلوی لکھتے ہیں

(امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک ثقہ ہے) امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چناں کہا ہے جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور ہے لاجرم تقریب میں کہا متروک مع سعۃ علمہ (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے) اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔

(فتاوی رضویہ جدید، ج 5، ص 526) ۔

دیکھیے واقدی پر کذاب کی جرح کے باوجود بھی فاضل بریلوی اور بریلوی علما کے نزدیک وہ ثقہ بھی ہیں اور ان کی توثیق ہی راجح ہے۔ گویا جرح مرجوع شمار کی ہے جس سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بریلوی علماء اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان یہ نزدیک جرح مفسر کے مقابل میان تعدیل مبہم کا اعتبار کیا جائے گا

اور یہی مولانا احمد رضا خان بریلوی کا دین و مذہب ہے جو ان کی کتب سے بالکل ظاہر ہے جن پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے

واقدی کذاب جس کو جمہور علماء نے کذاب قرار دیا ہے

لیکن فاضل بریلوی کے نزدیک بالکل صحیح اور ثقہ ہے۔ بلفظہ

حضرات علماء کی خدمت میں

راوی محمد بن اسحاق پر کذاب اور دجال ہونے کی جرح ہے لیکن فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان اس کے بارے میں بھی نرم موقف رکھتے ہیں

بریلوی مناظر کی پھر مداخلت

یہ خلط مبحث ہے محمد بن اسحاق کے حوالہ سے بحث کرنا درست نہیں لیکن یاد رہے آپ کے اپنے لوگ محمد بن اسحاق کی روایت کو حسن کہتے ہیں حیات النبی کے مسئلہ پہ اس کا دفاع کرتے ہیں خیر خلط مبحث نہ کریں

دیوبندی مناظر کی طرف سے برجستہ جواب

ایک راوی کذاب اور دجال ہو جیسے اپ نے واقدی کے حوالے سے کہا ہے تو اس کے جواب میں تو یہ بات لانا ضروری ہے ہم تو اس کو اس ضمن میں لا رہے ہیں کہ مطلق کذاب کی جرح مضر نہیں۔

دیوبندی مناظر کی طرف سے للکار

رانا تیمور صاحب سنا ہے کہ مولانا ارشد مسعود چشتی نے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو غلط ثابت کرنے کے لیے ایک پوری کتاب لکھی ہے میں نے اس کتاب کا نام سنا ہے لیکن دیکھا ابھی تک نہیں ہے اس کتاب کو غور غور سے پڑھو لگتا ہے کہ وہ کتاب بھی اپ کے لیے مفید ثابت نہیں ہو رہی کیونکہ ابھی تک اپ نے میرے کسی ایک بھی اعتراض کا کوئی مقبول جواب نہیں دیا

بریلوی صدر مناظر کی طرف سے جواب

جواب علامہ حذیفہ نے دینے ہیں اور معقول ہیں یا نہیں یہ فیصلہ عوام پہ چھوڑیں۔ اور جواب پہ فوکس رکھیں بسم اللہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کئی محدثین اور مفسرین نے بطور احتجاج کے پیش کرتے ہوئے اس کو صحیح

الاسناد قرار دیا ہے.

دیوبندی مناظر کے دلائل دوبارہ شروع ہوئے

دیوبندی مناظر کی طرف سے گیارہویں دلیل

مشہور مفسر قران علامہ الوسی (شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی ت ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی) میں لکھتے ہیں

«تفسير الألوسي = روح المعاني» (14/ 337):

«فقال الجمهور: هي هاهنا في كونها سبعا وكونها طباقا بعضها» «تفسير الألوسي = روح المعاني» (14/ 338):

«فوق بعض بين كل أرض وأرض مسافة كما بين السماء والأرض وفي كل أرض سكان من خلق الله عز وجل لا يعلم حقيقتهم إلا الله تعالى، وعن ابن عباس أنهم إما ملائكة أو جن، وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبيهقي- في شعب الإيمان. وفي الأسماء والصفات- من طريق أبي الضحى عنه أنه قال في الآية: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى، قال الذهبي: إسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا. وذكر أبو حيان في البحر نحوه عن الحبر وقال: هذا حديث لا شك في وضعه وهو من رواية الواقدي الكذاب.

وأقول لا مانع عقلا ولا شرعا من صحته»

خلاصہ عبارت

جمہور علماء کا یہی عقیدہ ہے کہ زمینیں اوپر نیچے سات ہیں اور ہر زمین میں اتنی مسافت ہے جتنی مسافت ایک اسمان کی دوسرے اسمان کے درمیان ہے اور ہر زمین میں اللہ تعالی کی مخلوق اباد ہے جن کے حقیقت کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یا تو وہ ملائکہ ہیں یا جن

اگے چار محدثین ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم و والبیہقی۔کے حوالے سے وہی حدیث بیان فرمائی ہے جس کو ہم کئی مرتبہ پیش کر چکے ہیں. مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّہُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا (سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

نوٹ

مشہور مفسر علامہ الوسی نے اس کے اخر میں اپنا فیصلہ بھی سنایا ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی اور شرعی مانع (رکاوٹ) نہیں ہے

دیوبندی مناظر کی طرف سے بارہویں دلیل

پہلے فاضل بریلوی کا ایک حوالہ پڑھ لیں

جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے (کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے)

فتاوی رضویہ جلد نمبر 30 ص 151

مطلب یہ ہے کہ جلالین میں جتنے بھی اقوال ہیں وہ سب صحیح ترین اقوال ہیں اب ہم جلالین سے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں.

«تفسير الجلالين» (ص 751):

«اللَّه الَّذِي خَلَقَ سَبْع سَمَاوَات وَمِنْ الْأَرْض مِثْلهنَّ} يَعْنِي سَبْع أَرَضِينَ {يَتَنَزَّل الْأَمْر} الْوَحْي {بَيْنهنَّ} بَيْن السَّمَاوَات وَالْأَرْض يَنْزِل بِهِ جِبْرِيل مِنْ السَّمَاء السَّابِعَة إِلَى الْأَرْض السَّابِعَة {لِتَعْلَمُوا} مُتَعَلِّق بِمَحْذُوفٍ أَيْ أَعْلَمَكُمْ

بِذَلِكَ الْخَلْقِ وَالتَّنْزِيلِ {إن الله على كل شيء قدير وأن الله قد أحاط بكل شيء علما} = 66 سورة التحريم»

صاحب جلالین قران مقدس کی اس ایت

(اللَّه الَّذِي خَلَقَ سَبْع سَمَاوَات وَمِنْ الْأَرْض مِثْلهنَّ)

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام سات اسمانوں سے لے کر سات زمینوں تک وحی لے کر نازل ہوتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کا نازل ہونا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ وہاں انبیاء کا سلسلہ موجود رہا ہے اور یہ ہمارے ہی موقف کی زبردست دلیل اور تائید ہے. ایت کے اخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالی ہر شے پر قادر ہے یعنی یہ سب رب تعالی کی قدرت کے مناظر ہیں .

دیوبندی مناظر کی طرف سے تیرویں دلیل

امام قرطبیؒ (ابو عبد الله، محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ) اپنی تفسیر (الجامع لأحكام القرآن) میں لکھتے ہیں «تفسير القرطبيؒ = الجامع لأحكام القرآن» (1/ 260):

«وَالْآثَارُ بِأَنَّ الْأَرَضِينَ سَبْعٌ كَثِيرَةٌ، وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ. وَقَدْ رَوَى أَبُو الضُّحَى- وَاسْمُهُ مُسْلِمٌ- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ:" اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ" [الطلاق: 12] قَالَ: سَبْعُ أَرَضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ، وَآدَمُ كَآدَمَ، وَنُوحٌ كَنُوحٍ، وَإِبْرَاهِيمُ كَإِبْرَاهِيمَ، وَعِيسَى كَعِيسَى. قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: إِسْنَادُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِيحٌ، وَهُوَ شَاذٌّ بِمُرَّةَ لَا أَعْلَمُ لِأَبِي الضُّحَى عَلَيْهِ دَلِيلًا»

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت

ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

نوٹ

اگے امام بیہقی کا کلام نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کو صرف ایک ثقہ راوی نے نقل کیا ہے کوئی اور ثقہ راوی اس کی متابعت نہیں کرتا بہر حال حدیث امام بہیقی کے نزدیک بالکل بے غبار اور صحیح ہے

نوٹ

ان تمام محدثین و مفسرین نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور فاضل بریلوی کے اصول کے مطابق سکوت کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتا ہے.

دیوبندی مناظر کی طرف سے چودھویں دلیل

مشہور شافعی محدث (کمال الدین، محمد بن موسی بن عیسی بن علی الدَّمِیری ابو البقاء الشافعی ت ۸۰۸ھ) اپنی کتاب (: النجم الوہاج فی شرح المنہاج) میں لکھتے ہیں

«النجم الوهاج في شرح المنهاج» (2/ 108):

«وروى البيهقي عن أبي الضحى عن ابن عباس أنه قال في قوله تعالى: {ومن الأرض مثلهن} قال: (سبع أرضين، في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدمكم، ونوح كنوحكم، وإبراهيم كإبراهيمكم، وعيسى كعيسى)، ثم قال: إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح، غير أني لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا»

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت

ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے پندرویں دلیل

مشہور فقیہ اور محدث (أبو محمد حسن بن علی بن سلیمان البدر الفیومی القاہری (۸۰۴ - ۸۷۰ ھ) اپنی کتاب (فتح القریب المجیب علی الترغیب والترہیب للإمام المنذری (ت ٦٥٦ ھ) میں لکھتے ہیں «فتح القریب المجیب علی الترغیب والترہیب»
:(162 /1)

«وروى البيهقي عن أبي الضحى، عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: في قوله تعالى: {وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيساكم قال إسناد هذا الحديث عن ابن عباس صحيح غير أني لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعًا»

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے سولویں دلیل

مشہور شافعی محدث علامہ سیوطی (: عبد الرحمٰن بن إبی بکر، جلال الدین السیوطی ت ۹۱۱ھ-) اپنی کتاب (الدر المنثور) میں لکھتے ہیں

«الدر المنثور في التفسير بالمأثور» (8/ 210):

«وَأخرج عبد الرَّزَّاق وَعبد بن حميد وَابْن الْمُنْذر عَن قَتَادَة فِي قَوْله: {خلق سبع سماوات وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: فِي كل سَمَاء وَفِي كل أَرض خلق من خلقه وَأمر من أمره وَقَضَاء من قَضَائِهِ

وَأخرج عبد بن حميد وَابْن الْمُنْذر عَن مُجَاهِد فِي قَوْله: {يتنزل الْأَمر بَينهُنَّ} قَالَ: من السَّمَاء السَّابِعَة إِلَى الأَرْض السَّابِعَة

وَأخرج ابْن الْمُنْذر عَن سعيد بن جُبَير فِي قَوْله: {يتنزل الْأَمر بَينهُنَّ} قَالَ: السَّمَاء مَكْفُوفَة وَالْأَرْض مَكْفُوفَة

وَأخرج عبد بن حميد عَن الْحسن فِي الْآيَة قَالَ: بَين كل سَمَاء وَأَرْض خلق وَأمر» وَأخرج عبد بن حميد وَابْن جرير وَابْن الضريس من طَرِيق مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله: {وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: لَو حدثتكم بتفسيرها لكفرتم وكفركم بتكذيبكم بهَا وَأخرج ابْن جرير وَابْن أبي حَاتِم وَالْحَاكِم وَصَححهُ وَالْبَيْهَقِيّ فِي الشّعب وَفِي الْأَسْمَاء وَالصِّفَات عَن أبي الضُّحَى عَن ابْن عَبَّاس فِي قَوْله: {وَمن الأَرْض مِثْلهنَّ} قَالَ: سبع أَرضين فِي كل أَرض نَبِي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وَإِبْرَاهِيم كإبراهيم وَعِيسَى كعيسى قَالَ الْبَيْهَقِيّ: إِسْنَاده صَحِيح وَلكنه شَاذ لَا أعلم لأبي الضُّحَى عَلَيْهِ مُتَابعًا

حضرت قتادہ کا قول نقل کیا

وہ فرماتے ہیں کہ ہر زمین میں اور ہر اسمان میں اللہ تعالی کی مخلوق ؛اللہ تعالی کے احکامات ؛اور فیصلے نافذ ہوتے ہیں : امام مجاہد کا قول نقل کیا کہ وحی کا سلسلہ ساتوں زمینوں تک پہنچا ہوا ہے

امام حسن کا قول نقل کیا کہ ہر زمین میں اللہ تعالی کی مخلوق اور خدا کا امر موجود ہے اگے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول نقل کیا کہ اگر میں قران مقدس کی اس ایت کی تفسیر کر دوں تو اپ سب لوگ کافر ہو جاؤ اور اپ کا کفر یہی ہے کہ اپ اس روایت کو جھٹلا دو گے پھر اگے وہی روایت حضرت عبداللہ بن عباس کی بیان فرمائی .

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے سترویں دلیل

مشہور شارح بخاری علامہ قسطلانی (احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی المصری، ابو العباس، شہاب الدین ت ۹۲۳ھ-) اپنی کتاب : (إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری) میں رقم طراز ہیں

«شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري» (5/ 305):

«ومن الأرض مثلهن قال سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدمكم، ونوح كنوحكم، وإبراهيم كإبراهيمكم، وعيسى كعيساكم. قال الذهبي: إسناده حسن وله شاهد عند الحاكم أيضًا عن ابن عباس قال في قوله: {سبع سماوات ومن الأرض مثلهن} [الطلاق: 12] قال في كل أرض نحو إبراهيم ﷺ. قال الذهبي: حديث على شرط الشيخين رجاله أئمة»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

زمین سات ہیں ہر زمین میں اپ کے نبی کی طرح نبی ادم کی طرح ادم نوح کی طرح ابراہیم کی طرح ابراہیم اور عیسی کی طرح عیسی موجود رہے ہیں اگے امام ذہبی کا قول نقل کرتے ہیں

اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے اور امام حاکم کے ہاں اس حدیث کا ایک شاہد بھی موجود ہے وہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ہر زمین میں ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ابراہیم ہیں

اور امام ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اس حدیث کہ راوی بڑے بڑے ائمہ حدیث ہیں

دیوبندی مناظر کی طرف سے اٹھارویں دلیل

مشہور فقیہ علامہ هیتمی (احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الانصاری، شہاب الدین شیخ الاسلام، ابو العباس) (ت ۹۷۴ھ) اپنی کتاب (الفتاوی الحدیثیۃ) میں قران مقدس کی اس ایت (اللہ الذی خلق سبع سماوات و من الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن لتعلموا ان الله على كل شیء قدير وان الله قد احاط بكل شیء علما) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

«الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي» (ص 51):

«صح عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال في قوله تعالى: {الله الذى خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن يتنزل الأمر بينهن لتعلموا أن الله على كل شيء قدير وأن الله قد أحاط بكل شيء علما} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى»

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد

(اللہ الذی خلق سبع سماوات و من الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن لتعلموا ان الله على كل شیء قدير وان الله قد احاط بكل شیء علما) کے بارے وہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے اٹھارویں دلیل

شارح بلوغ المرام علامہ الحسین بن محمد بن سعید اللاعیّ، المعروف بالمَغرِبی (ت ۱۱۱۹ھ) اپنی کتاب البدرُ التمام شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں

«البدر التمام شرح بلوغ المرام ت الزبن» (3/ 30):

«عن أبي الضحى عن ابن عبّاس أنه قال: في قوله {وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ} (2) قال: "سبع أرضين في كلّ أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وإبراهيم كإبراهيمكم وعيسى كعيساكم" (أ).
ثمّ قال: إسناد هذا الحديث عن ابن عبّاس صحيح، غير أني لا أعلم لأبي الضحى متابعًا»

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّہُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے انیسویں دلیل

مشہور فقیہ علامہ ھیتمی (احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الانصاری، شہاب الدین شیخ الاسلام، ابو العباس) (ت ۹۷۴ھ) اپنی کتاب (الفتاوی الحدیثیۃ) میں قران مقدس کی اس ایت (اللہ الذی خلق سبع سماوات و من الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

«الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي» (ص51):

«صح عن ابن عباس رضي الله عنها أنه قال في قوله تعالى: {الله الذى خلق سبع سماوات ومن

الأرض مثلهن يتنزل الأمر بينهن لتعلموا أن الله على كل شيء قدير وأن الله قد أحاط بكل شيء علما} [الطلاق: 12] قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى»

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد (اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن یتنزل الأمر بینهن لتعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما) کے بارے وہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

دیوبندی مناظر کی طرف سے بیسویں دلیل

مشہور محقق نواب صدیق حسن بھوپالی (ابو الطیب محمد صدیق خان بن حسن بن علی ابن لطف اللہ الحسینی البخاری القِنَّوجی) (ت ۱۳۰۷ھ) اپنی کتاب (فتح البیان فی مقاصد القرآن) میں لکھتے ہیں

«فتح البيان في مقاصد القرآن» (14/ 197):

«وعن ابن عباس أنه قال له رجل: (الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن) إلى آخر السورة، فقال ابن عباس: ما يؤمنك أن أخبرك بها فتكفر؟ " أخرجه عبد بن حميد وابن المنذر من طريق سعيد بن جبير.

" وعنه في قوله: ومن الأرض مثلهن قال: سبع أرضين في كل أرض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وإبراهيم كإبراهيم وعيسى كعيسى " أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والبيهقي في الشعب من طريق أبي الضحى، قال البيهقي: هذا إسناد صحيح، وهو شاذ بمرة لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعاً.

" وعنه قال: في كل أرض مثل إبراهيم ونحو ما على الأرض من الخلق " أخرجه ابن جرير الطبري من طريق شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي الضحى قال الحافظ في الفتح: هكذا أخرجه مختصراً وإسناده صحيح»

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا قران مقدس کی اس ایت (اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلهن) کی کیا تفسیر ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا

مجھے اپ پر اس بات کا اطمینان نہیں کہ اگر میں اس کی تفسیر بیان کروں اور اپ اس کا انکار نہ کریں اور قران مقدس کی ایک دوسری ایت (و من الارض مثلهن) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا چنانچہ اسی کا ترجمہ لگے ارہا ہے

مشہور بریلوی محقق مولانا غلام رسول سعیدی کا ترجمہ پیش خدمت ہے

ابو الضحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اللَّہُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا

(سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہارے نبی کی مثل ایک نبی ہے اور ادم کی مثل ادم ہیں اور نوح کی مثل نوح ہیں اور حضرت ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور حضرت عیسی کی مثل عیسی ہیں)

ا

امام سیوطی رحمہ اللہ کی طرف سے پیش کردہ ایک اعتراض کا منہ توڑ اور تسلی بخش جواب

امام سیوطی رحمہ اللہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صحت کے متعلق پہلے محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں

«الحاوي للفتاوي» (1/ 462):

«هَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَلَكِنَّهُ شَاذٌّ بِمَرَّةٍ، وَهَذَا الْكَلَامُ مِنَ الْبَيْهَقِيِّ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ»

پھر آگے لکھتے ہیں کہ سند کے صحیح ہونے سے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ اس کا متن بھی صحیح ہو ہو سکتا ہے کوئی علت یا متن میں شذوذ ہو اور اس بنیاد پر یہ حدیث ضعیف ہو

چنانچہ علامہ سیوطی کی وہ عبارت حاضر خدمت ہے

لِاحْتِمَالِ أَنْ يَصِحَّ الْإِسْنَادُ وَيَكُونُ فِي الْمَتْنِ شُذُوذٌ أَوْ عِلَّةٌ تَمْنَعُ صِحَّتَهُ، وَإِذَا تَبَيَّنَ ضَعْفُ الْحَدِيثِ أَغْنَى ذَلِكَ عَنْ تَأْوِيلِهِ؛ لِأَنَّ مِثْلَ هَذَا الْمَقَامِ لَا تُقْبَلُ فِيهِ الْأَحَادِيثُ الضَّعِيفَةُ

پھر آگے ایک احتمال اور بھی بیان کیا ہو سکتا ہے کہ جنات انبیاء کی طرف سے وہاں پر تبلیغ کرتے ہوں اور ان کو بھی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہوں

وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يُسَمَّى كُلٌّ مِنْهُمْ بِاسْمِ النَّبِيِّ الَّذِي بَلَّغَ عَنْهُ

بریلوی حضرات کے ذہن کو دیکھیں یہاں پر امام سیوطی رحمہ اللہ نے فقط ایک احتمال بیان کیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں کوئی ایسی علت ہو جس کی بنیاد پر یہ حدیث ضعیف ہو یعنی نفس الامر میں یہ حدیث ضعیف نہیں ہے کیا ایسے احتمالات سے کسی صحیح حدیث کو ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے

لیجیے بطور تمثیل کے ہم ایک ایسی روایت پیش کرتے ہیں جس کو جمہور محدثین جھوٹا ضعیف اور متروک قرار دیتے ہیں مگر فاضل بریلوی کے نزدیک وہ بالکل صحیح ہوتی ہے

لیجیے پہلے فاضل بریلوی کو حوالہ پڑھ لیجیے

یعنی آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے ! صدقہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العٰلمین نے فرمایا : تونے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی : جب تونے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تونے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا : اے آدم ! تونے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تونے اس کے حق کا وسیلہ کرکے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان امام حاکم ہی کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں

(اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے، علامہ ابن امیر الحاج نے حلیۃ میں اور سبکی نے شفاء السقام میں اس کو برقرار رکھا۔ میں کہتا ہوں جو میرے ہاں ثابت ہے وہ یہ کہ وہ درجہ حسن سے کمتر نہیں،

فتاوی رضویہ جلد نمبر 30 صفحہ نمبر 185

اب اس حدیث پر محدثین کی اراء کو بھی دیکھ لیں

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے

«المستدرك على الصحيحين» (2/ 672):

«[التعليق - من تلخيص الذهبي]4228 - بل موضوع»

امام بیہقی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے

«دلائل النبوة للبيهقي» (5/ 489):

«تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ [(62)] ، مِنَ هَذَا الْوَجْهِ عَنْهُ، وَهُوَ ضَعِيفٌ»

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

اس حدیث کہ راوی کو خود امام حاکم جھوٹا سمجھتے تھے

النكت على كتاب ابن الصلاح لابن حجر» (1/ 318):

«هذا صحيح الإسناد، وهو أول حديث ذكرته لعبد الرحمن مع أنه قال في كتابه الذي جمعه في الضعفاء: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم روى عن أبيه أحاديث موضوعة لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی امام بیہقی کا قول نقل کرتے ہوئے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

«البداية والنهاية» (3/ 132):

«قال البيهقي: تفرَّد به عبد الرحمن بن زيد بن أسلم وهو ضعيف»

ناظرین غور فرمائیں جس حدیث کو خود امام حاکم حافظ ابن حجر امام ذہبی علامہ ابن کثیر امام بیہقی امام ھیثمی مجموعی طور پر موضوع؛ من گھڑت اور ضعیف قرار دیں اس کے بارے میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں

میرے نزدیک یہ حدیث حسن درجے سے کم نہیں یعنی صحیح ہے کیا یہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو کے مترادف نہیں ہے

علامہ سیوطی ہی کے حوالے سے ایک اور حوالہ نوٹ فرمائیں

بریلویوں کی ایک کتاب رسائل میلاد محبوب مرتب صلاح الدین سعیدی اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 237 پر لکھتے ہیں

امام سیوطی کا ہر قول کسی کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے اس لیے تقبیل ابہامین (یعنی انگوٹھے چومنے والی حدیث) کی روایات کی موضوعیت (یعنی جھوٹا) ہونے کا قول بھی قابل قبول نہیں ہوگا

یعنی امام سیوطی نے انگوٹھے چومنے والی روایت کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ بریلوی عالم کہتے ہیں کہ ہم امام سیوطی کا یہ قول نہیں مانتے

جس حدیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ صاف طور پر جھوٹا کہتے ہیں۔ بریلوی حضرات اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور جس حدیث میں صرف ضعف کے احتمال کو بیان کرتے ہیں وہ۔ بریلویوں کے نزدیک جھوٹی ہے

الامان والحفیظ

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبردست توثیق

مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک ناقابل تردید رسالہ مرتب فرمایا جس کا نام انہوں نے یہ رکھا

زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما

ان لوگوں کو تنبیہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کے منکر ہیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مولانا عبدالحئی لکھنوی ایک فقیہ اور محدث تھے اور ہندوستان کے علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں

چنانچہ حضرت شروع رسالہ میں لکھتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں تمام ائمہ حدیث نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور تمام اصحاب ترجیح نے اس تصحیح کو برقرار رکھا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو قبول نہ کرنا کامیابی کی علامت نہیں ہے

پھر کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

(وہ لوگ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مجروح اور ضعیف ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کی یہ تمام کاوشیں ہواؤں میں بکھر جائیں گی اور اگے قران مقدس کی اس ایت کو بطور استشہاد کے پیش کیا ہے

«صحيح البخاري» (4/ 1783):

«وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {هَبَاءً مَنْثُورًا} /23/: مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ»

جس کی تفسیر خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان کا سارا کرتا دھرتا ایک ان کے ان میں ہواؤں میں بکھر جائے گا اور وہ اپنے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ائے گا گے بے شمار دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

پھر اگے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں پھر اپ ان جلیل القدر علماء کے کلام کو دیکھیں جن کی تائید سے ہماری حدیث کو اور زیادہ تقویت مل جاتی ہے ہماری پیش کردہ حدیث کو دو طریقوں سے بیان کیا گیا ہے مختصر بھی اور مطول بھی

ہر حدیث دوسری کی موید بھی ہے اور شاہد بھی ہے بہر حال وہ حدیث جو مختصر ہے امام حاکم نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے

اور امام ذہبی نے اس کی موافقت بھی کی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے علامہ شبلی اور زرقانی نے اس پر سکوت کیا ہے

نوٹ

(ہم نے اس بحث کے دوران 20 ایسے محدثین اور فقہاء کو پیش کیا ہے جنہوں نے اس روایت پر سکوت فرمایا ہے) بہر حال وہ حدیث جو مطول ہے

امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور بہر حال اس پر جو شاذ ہونے کی جرح ہے وہ ایسی جرح نہیں ہے جس سے حدیث کو ضعیف ثابت کیا جاسکے اور اس پر علامہ سیوطی نے سکوت اختیار فرمایا ہے اور حافظ ذہبی نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور علامہ شبلی نے اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے اور یہ حدیث قابل استدلال بھی ہے کیونکہ اس سے علامہ عسقلانی شبلی اور سیوطی نے بطور احتجاج پیش کیا ہے

اگے امام حاکم پر تساہل کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ذہبی اور امام بیہقی اس کی تصحیح فرماتے ہیں اور اس کی موافقت بھی کرتے ہیں لہذا تساہل والا اعتراض ختم ہوا

سند میں موجود ایک راوی عطا بن السائب پر اختلاط کی جرح کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

محدثین کی ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے کہ شعبہ اور سفیان کے علاوہ دیگر تمام محدثین نے عطا بن۔السائب سے اختلاط سے پہلے روایات سنی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ راوی شریک اختلاف سے پہلے سماع کرنے والے ہیں اور اگر اس بات کو تسلیم نہ بھی کیا جائے تو اس حدیث کا ایک اور شاہد اس حدیث میں ضعف کو ختم کر دیتا ہے

ناظرین کی خدمت میں ہم نے مولانا عبدالحئ لکھنوی کے رسالے کا مختصر سا خلاصہ اور اہم اعتراضات کے جوابات نقل کر دیے امید ہے کہ اسی سے تشفی ہو جائے گی اگر کوئی شخص مزید بحث دیکھنا چاہے تو وہ علامہ صاحب کے رسالہ کی طرف رجوع فرمائے

مولانا عبدالحئ لکھنوی نے تمام اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو صحیح ثابت کیا ہے اور بہت سے مفسرین و محدثین کی تائید بھی پیش فرمائی ہے جنہوں نے اس صحیح حدیث کو برقرار رکھا ہے

احسن الفتاوی کی پیش کردہ عبارت پر جواب

بریلوی مناظر نے احسن الفتاوی کی عبارت پیش کی تھی

(اس لیے یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اسرائیلیات سے لینے کا بھی احتمال ہے)

نوٹ

(اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اسرائیلی روایت ہونے کے متعلق تفصیلی کلام بھی کیا گیا ہے قارئین اس کو وہاں ملاحظہ فرمائیں)

اور اس جرح سے ہماری پیش کردہ روایت کی تضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔

الجواب

بریلوی مناظر نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے قارئین و ناظرین سے گزارش ہے کہ پہلے احسن الفتاوی کی مکمل عبارت پڑھ لی

احسن الفتاوی کی مکمل عبارت

مفتی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

1- یہ مضمون حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔

بعض حضرات نے اسے موقوف علی السماع ہونے کی وجہ سے بحکم مرفوع قرار دیا ہے، مگر اسکا اس لئے یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اسرائیلیات سے لینے کا احتمال ہے کما قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

2-اس (اثر) کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کی صحت میں اختلاف ہے صحت راجح معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ

اگرچہ حاکم کی تصحیح قابل اطمینان نہیں مگر ذہبی کی تصحیح بلاشبہ معتبر ہے اس کی وجہ بندہ کی کتاب ارشاد الساری الی صحیح البخاری ملاحظہ فرمائیں اس کی روایت میں ابوالضحی متفرد ہیں۔

بظاہر یہ امر روایت کی صحت کو مخدوش کر رہا ہے کہ ایسے اعجب العجائب مضمون کو سوائے ایک شخص کے اور کوئی روایت نہیں کرتا مگر اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بخوف فتنہ اسے چھپاتے تھے چنانچہ در منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے۔

لو حدثتكم بتفسيرها لكفرتم وكفركم بتكذيبكم بها

خلاصہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف نسبت کی صحت راجح ہے مگر حکم مرفوع ہونے میں کلام ہے۔

(احسن الفتاوی جلد 1 ص 507)

لیجیے حضرت تو اس اثر کی صحت قبول کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اس کی صحت راجح ہے۔ البتہ اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے مناظر نے خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے پوری عبارت نقل ہی نہیں کی کم از کم اپنے صدر مناظر کی کتاب تو پڑھ لیتے ہیں

جناب تیمور رانا صاحب لکھتے ہیں

" اس محقق نے اپنی جہالت کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ سخت خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادھورا حوالہ دیا ہے اور مکمل عبارت پیش نہیں کی۔

(کنزالایمان اور مخالفین)

باقی رہی بات سیرت حلبیہ کے مترجم و مرتب کی بات تو اس کا متفرق جگہوں میں الگ الگ جواب دے دیا گیا ہے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اصولی طور پر ہم مسند ثابت کر چکے ہیں لہٰذا اگر یہ مرفوع ثابت نہ بھی ہو تو ہمیں مضر نہیں

عبدالحیٔ لکھنوی بریلویوں کے معتمد علیہ و آئمہ میں شامل اور معتبر شخصیت

ممکن ہے بریلوی صاحب اس کا انکار کر دیں کہ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی ہمارے بزرگ نہیں تو اس کے لیے یہ حوالہ پہلے سے ہی پیش خدمت ہے۔

مولوی عبدالمجید خان سعیدی اپنے مسلمہ آئمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت امیر ملت علامہ عبدالحیٔ لکھنوی وغیرہم رحمۃاللہ علیہم اجمعین۔

(تنبیہات بجواب تحقیقات جلد اول ص 97)

علمائے دیوبند کی کتب سے امام حاکم پر جرح کا تفصیلی جواب

امام حاکم کا متساہل فی الحدیث ہونا فریقین کے ہاں مسلم ہیں پہلے ہم ناظرین کی خدمت میں وہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں

امام تقی الدین ابن صلاح عثمان بن عبد الرحمٰن، (ابو عمرو، تقی الدین المعروف با بن الصلاح) (ت ٦٤٣ھ) اپنی کتاب (معرفۃ انواع علوم الحدیث، ویُعرف بمقدمۃ ابن الصلاح) میں لکھتے ہیں

«مقدمة ابن الصلاح = معرفة أنواع علوم الحديث - ت عتر» (ص21):

«وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ بِالزِّيَادَةِ فِي عَدَدِ الْحَدِيثِ» الصَّحِيحِ عَلَى مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَجَمَعَ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ سَمَّاهُ (الْمُسْتَدْرَكَ) أَوْدَعَهُ مَا لَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ مِمَّا رَآهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، قَدْ أَخْرَجَا عَنْ رُوَاتِهِ فِي كِتَابَيْهِمَا، أَوْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَحْدَهُ، أَوْ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَحْدَهُ، وَمَا أَدَّى اجْتِهَادُهُ إِلَى تَصْحِيحِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَرْطٍ وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

وَهُوَ وَاسِعُ الْخَطْوِ فِي شَرْطِ الصَّحِيحِ، مُتَسَاهِلٌ فِي الْقَضَاءِ بِهِ. فَالْأَوْلَى أَنْ نَتَوَسَّطَ فِي أَمْرِهِ فَنَقُولَ: مَا حَكَمَ بِصِحَّتِهِ، وَلَمْ نَجِدْ ذَلِكَ فِيهِ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبِيلِ الصَّحِيحِ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ، يُحْتَجُّ بِهِ وَيُعْمَلُ بِهِ، إِلَّا أَنْ تَظْهَرَ فِيهِ عِلَّةٌ تُوجِبُ ضَعْفَهُ.

وَيُقَارِبُهُ فِي حُكْمِهِ صَحِيحُ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حِبَّانَ الْبُسْتِيِّ رحمهم الله أَجْمَعِينَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ

«النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي» (1/ 214):

«(قَوْله) وَهُوَ وَاسع الخطو فِي شَرط الصَّحِيح متساهل فِي الْقَضَاء بِهِ

قلت قَالَ الْخَطِيب أَبُو بكر أنكر النَّاس على الْحَاكِم أبي عبد الله أَحَادِيث جمعهَا وَزعم أَنَّهَا صِحَاح على شَرط الشَّيْخَيْنِ

مِنْهَا حَدِيث الطير» وَمن كنت مَوْلَاهُ فعلى مَوْلَاهُ فَأنْكر عَلَيْهِ أَصْحَاب الحَدِيث ذَلِك وَلم يميلوا إِلَى قَوْله

وَقد كَانَ عِنْد الْحَاكِم ميل إِلَى عَليّ ونعيذه بِاللَّه من أَن يبغض أَبَا بكر أَو عمر أَو عُثْمَان رضي الله عنهم وَقَالَ أَبُو نعيم الْحداد سَمِعت أَبَا [مُحَمَّد] الْحسن السَّمرقَنْدِي الْحَافِظ يَقُول سَمِعت أَبَا عبد الرَّحْمَن الشاذياخي يَقُول سُئِلَ الْحَاكِم عَن حَدِيث الطير فَقَالَ لم يَصح وَلَو صَحَّ لما كَانَ أحد أفضل من عَليّ بعد رَسُول الله ﷺ قَالَ الذَّهَبِيّ وَهَذِه الْحِكَايَة سندها صَحِيح فَمَا باله أخرج حَدِيثه فِي الْمُسْتَدْرك قَالَ فَلَعَلَّهُ تغير رَأْيه انتہی

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

(ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی) (ت ۸۵۲ھ) اپنی کتاب (النکت علی کتاب ابن الصلاح) میں لکھتے ہیں

«النكت على كتاب ابن الصلاح لابن حجر» (1/ 64):

«ذكر الحافظ هنا آراء العلماء في المستدرك.

فمنهم: أبو سعد الماليني فإنه ادعى أنه ليس في المستدرك حديث واحد على شرط الشيخين.

ومنهم: عبد الواحد المقدسي فإنه ذهب إلى أنه ليس في المستدرك إلا ثلاثة أحاديث فقط على شرط الشيخين.

ومنهم الحافظ الذهبي فإنه يرى أن في المستدرك» جملة وافرة على شرط الشيخين- وجملة كثيرة على شرط أحدهما - وهو قدر النصف. وفيه الربع مما صح أو حسن. ويرى الذهبي أن في قول الماليني غلوا وإسرافا.

ان تمام عبارات کا خلاصہ کلام یہ ہے

امام حاکم متساہل فی الحدیث ہیں جب تک دیگر ائمہ و محدثین ان کی موافقت نہ کریں

امام حاکم رحمہ اللہ شیعت کی طرف میلان رکھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شیخین پر فضیلت کی حدیث اگرچہ امام حاکم کے نزدیک صحیح نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اپنی مستدرک میں لے کرائے ہیں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی روایات شیخین کی شرط پر صحیح ہیں ۔بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ صرف تین احادیث شیخین کی شرط پر صحیح ہیں

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس قول کو غلو اور اسراف قرار دیا ہے

جی جناب من یہ تقریبا وہی اقوال ہیں جو بریلوی مناظر نے علماء دیوبند کی مختلف کتابوں سے پیش کیے ہیں

کیامذکورہ بالا محدثین کے اقوال کو اپ نہیں مانتے

لہٰذا تحقیقی جواب یہی ہوا کہ وہ حدیث جس کی صحت میں امام حاکم متفرد ہو وہ قابل قبول نہیں ہو گی جب تک کہ امام ذہبی اس کی موافقت نہ کریں اور ہمارے پیش کردہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کئ محدثین صحیح قرار دے چکے ہیں

جیسے حافظ ابن حجر امام بیہقی امام ھیثمی رحمھم اللہ اور بھی دیگر کئ محدثین کے نام ہم نے پیش کر دیے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ فریق مخالف نے بھی ہماری بعض کتب سے جو حوالے پیش کیے ہیں وہ حوالے ہمارے ہی موقف کی تائید کر رہے ہیں

گزشتہ ٹرم میں ہم ایک بریلوی محقق مولانا محمد علی صاحب کے حوالے سے امام حاکم کے بارے میں ایک قول نقل کر چکے ہیں جو فقط ائینہ دکھانے کے لیے تھا

اس طرح کے بے شمار حوالے خود بریلوی کتب کے اندر بھی موجود ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے چھوڑ رہے ہیں بریلویوں کی چند کتب سے میں نے صرف مستدرک حاکم کی بیان کردہ روایات کو جب شمار کیا تو ان کی تعداد 400 سے زائد نکلی

کیابریلوی علماء کے ہاں یہ سب من گھڑت اور جھوٹی ہیں ؟

امام ذہبی کی تصحیح پر اعتراض کا جواب

بریلوی مناظر نے امام ذہبی کی تصحیح پر اعتراض وارد کرنے جے لیے نوادرات امام کشمیری کا حوالہ دیا ہے کہ امام ذہبی نے جو یہ کہا ہے کہ میری تنقید دیکھے بغیر کوئی حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہ کرے مگر ذہبی کی یہ بات بے محل ہے۔ اس سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ذہبی کی تصحیح بھی حجت نہیں ہے۔

بریلوی مناظر کی خیانت

بریلوی مناظر صاحب نے اس بار بھی مکمل عبارت نقل نہیں کی ہے۔ اور حضرت کاشمیری کی بات کو خواہ مخواہ اپنے موافق اور ہمارے مخالف بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے

ہم پہلے پوری عبارت نقل کرتے ہیں

عبارت یوں ہے:

ذہبی نے مستدرک حاکم پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ کوئی شخص حاکم کی تصحیح پر اطمینان نہ کرے، تاوقتیکہ میری تنقید نہ دیکھ لے

میں کہتا ہوں ذہبی کی یہ بات بے محل ہے۔ چوں کہ حاکم کے حفظ واتقان پر بھرپور اعتماد کیا گیا ہے۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ مستدرک میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، روافض نے اس میں الحاق کر دیا، اس لیے وہ غیر معتبر ہے، یہ قطعاً غلط ہے۔

مستدرک کا نصف حصہ صحیح احادیث ہیں، باقی "حسن"۔

دوسو (احادیث) ایسی ہیں جن پر عمل نہ کیا جائے۔ کچھ انتہائی ضعیف و موضوعات ہیں مگر میں خود اس کی وجہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ حاکم نے مستدرک میں موضوعات کو کیوں لیا جو جوابات حاکم کے عذر کے لیے بعض محدثین نے دئے وہ مہمل ہیں، ایک عجیب لطیفہ یہ بھی ہے کہ میری تحقیق میں حاکم کی بعض روایتوں میں اوپر کے رواۃ بخاری کی شرائط کے مطابق ہیں، اور نیچے سند میں کذاب اور وضاع بھی ہیں۔

(نوادرات امام کشمیری ص25,26)

اس میں کہاں یہ بات موجود ہے کہ ہماری پیش کردہ روایت غیر ثابت یا موضوع ہے۔ حضرت کاشمیری تو مستدرک کے نصف حصہ کو صحیح باقی کو حسن مانتے ہیں۔ صرف دوسو احادیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ قابل عمل نہیں۔

بریلوی مناظر صاحب اگر اس حوالے کو ہمارے خلاف سمجھتے ہیں تو پوری عبارت میں ڈھونڈ کر بتا دیں کدھر ہماری پیش کردہ روایت کو موضوع یا ناقابل عمل کہا گیا ہے۔ غور کریں کاشمیری رحمہ اللہ تو صرف دوسو کو ناقابل عمل کہہ رہے ہیں۔

جبکہ باقی نصف حصہ کو صحیح اور باقی کو حسن کہہ رہے ہیں۔

پس ہماری پیش کردہ روایت اس حصہ سے تعلق رکھتی ہے جو صحیح ہے۔ اگر بریلوی مناظر یہ ثابت کر دیں کہ ہماری پیش کردہ روایت ان دوسو میں سے ہے تو ہمارے خلاف شوق سے پیش کریں بریلوی مناظر کو محدث مولانا محمد انور شاہ کاشمیری صاحب سے تو یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ایک خاص جزیہ کو قاعدہ کلیہ بنا کر تو نہیں پیش کیا جا سکتا

صاحب التبشیرات جمیل احمد بریلوی صاحب کا انکار اور بریلوی مناظر کی حالت زار

صاحب التبشیرات جمیل احمد صاحب کو بریلوی مناظر صاحب نے تفصیلی کہہ دیا اور یہ کہا کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیجبکہ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آنجناب یہ فرما کر کتنی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔

چنانچہ ارشد مسعود لکھتا ہے

مولانا کوثر نیازی صاحب دیوبندی تھے۔ عربی تعلیم عبدالحق ندوی صاحب سے حاصل کی وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے۔۔۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوثر نیازی صاحب کٹر دیوبندی تھے البتہ سیدی اعلی حضرت۔۔۔ کی کرامت یہ ہے کہ اپنے عشق و محبت کو خود منکروں سے منوالیا۔

(کشف القناع ص 214,215)

لہذا اسی اصول سے چونکہ تفصیلی حضرات بھی رضاخانی مدارس ہی میں پڑھے ہوئے ہیں لہذا وہ بھی رضاخانی ہیں اور بریلویت میں شامل ہیں بلکہ جمیل احمد صاحب کی تو دستار پوشی بھی خادم حسین رضوی صاحب کر چکے ہیں۔

نیز مناظر صاحب کے صدر مناظر نے اپنی کتاب میں

ڈاکٹر طاہر القادری رضاخانی کو تفضیلی کہا ہے.

(دیکھیے دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ جلد 1 ص 505)

جبکہ بریلوی مفتی یونس صاحب جن کی کتاب پر 5 عدد بریلوی مولویوں کی تقریظیں ہیں لکھتے ہیں

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب مفتی مطیع الرحمٰن صاحب, خواجہ مظفر صاحب, عبدالرحیم بستوی صاحب اور حضرت مولانا الیاس عطار قادری اور تمام علمائے حقہ میں سے کسی کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا کفر ہے

(دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈے کا جائزہ صفحہ 179)

لہذا تفضیلی بریلوی حضرات کے نزدیک علما حقہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کی شان میں توہین و تخفیف کفر ہے۔ مناظر صاحب اب آپ دائرہ اسلام میں رہے یا خارج ہو گئے ہم اس کا فیصلہ آپ پر اور عوام بریلویہ پر چھوڑتے ہیں۔

نوٹ :اس سے تو بہتر تھا آپ اسے غیر معتبر ہی کہہ دیتے اسکو تفضیلی بنا کر آپ نے اپنا ایمان بریلوی فتاوی جات کی رو سے زائل کر دیا ہے۔

تفسیر ابن حاتم کے حوالے کے بریلوی جواب کا جواب الجواب

بریلوی مناظر نے خود لکھا موصوف نے تفسیر ابن ابی حاتم کا حوالہ نقل کیا اور کہا کہ انہوں نے روایت بلا تردید نقل کرکے تصحیح کی ہے (مخلصا)

پھر مولانا سرفراز صفدر صاحب ، عبدالکریم نعمانی واحب اور مولانا طاہر حسین گیاوی صاحب کے حوالے دے کر یہ جواب دیا کہ تفسیر ابن ابی حاتم میں محظ نقل کیا گیا ہے وہ اس کے قائل نہیں ہیں۔

الجواب

جب آپ نے خود ہمارے موقف کا خلاصہ نقل کر دیا اب سنیے۔

حوالہ اول

ارشد مسعود صاحب لکھتے ہیں

محدثین کا اس کو بغیر نکیر کے ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کے قائل تھے ورنہ وہ اس پر نکیر فرماتے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ اکتوبر 2019 ص 26)

دوسرا حوالہ

اگر کوئی مصنف اپنی کتاب میں کسی کی گستاخانہ عبارت کو کتاب کا حصہ بنا کر شائع کرے اور مقصود اس کی تردید کرنا نہ ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص 89)

تیسرا حوالہ

عبدالمجید سعیدی لکھتے ہیں

اعلیٰ حضرت نے اس کی تعلیق میں اسے رد نہیں فرمایا بلکہ برقرار رکھا ہے جو دلیل رضا ہے۔

(مصلحانہ کاوش بجواب مخلصانہ کوشش ص 54)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ بریلوی مناظر صاحب نے جو ہمارا موقف نقل کیا کہ نقل بلا تردید دلیل رضا ہے۔ پس تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالوں پہ ہماری طرف سے یہ جواب ہوا۔

باقی جو ہمارے حوالے دیے گئے ہیں تو یہ اول تو یہ بات ذہن رکھیں کہ بریلوی علما کے نزدیک دیوبندیوں کا کوئی قاعدہ یا اصول نہیں ہوتا۔ (راہ جنت)

پھر یہ تمام حوالہ ایک خاص پیرائے میں کار گر ہو سکتے ہیں جب کوئی مطلّقا شاذ، مرجوع اور غیر مفتی بہ قول نقل کرے مگر یہاں ایسا کچھ نہیں ہے لہٰذا ان حوالوں کو لے کر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔

کتاب الاسماء والصفات والی دلیل پر اعتراض کا جواب

بریلوی مناظر نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کے حوالے سے جو روایات بیان کی ہیں وہ ضعیف ہیں اور محشیٰ نے اس پہ ضعف کا حکم لگایا ہے

عجیب بات یہ ہے اتنے بڑے بڑے محدثین جو ہماری پیش کردہ روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں اس پر تو اپ کو ایمان نہیں اور محشیٰ جس کی کوئی بھی توثیق اپ نے پیش نہیں کی اس کا قول اپ کے لیے حجت ہے

اگر موصوف کو قول اپ کے لیے حجت ہے تو اسی محشیٰ نے اگلے صفحہ پر ہماری ہی پیش کردہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے ہمارا موقف تو پھر بھی ثابت ہو گیا

اس مضمون کی دو حدیثیں ہیں ایک کو وہ کہتا ہے ضعیف ہے اور اگلے صفحے پہ کہتا ہے اسنادہ صحیح

اگراپ اگلا صفحہ پڑھ لیتے تو یہ اعتراض بالکل نہ کرتے ابھی تک اپ نے کسی بھی اعتراض کا کوئی معقول جواب نہیں دیا

امام حاکم پر جرح اور بریلوی مناظر صاحب کی ناگفتہ بہ حالت

امام حاکم پہ بریلوی مناظر نے جو حضرت اوکاڑوی اور حضرت پالن پوری صاحب کے حوالے سے توڑ جوڑ کرکے جرح کرنے کی کوشش کی تھی اس میں ہم نے ان کی خیانت کو خوب خوب واضح کرتے ہوئے ان کی اس حرکت پہ ان کے گھر کے فتاوی جات بھی دکھا دیے تھے۔ان کا کوئی جواب نہیں آیا

مگر مناظر صاحب

ہم نے اس بحث کی پوری تفصیل بتا کر آپکی خیانت کی نشاندہی کر دی جس کا جواب دینے سے آپ قاصر رہے۔البتہ اب پھر چلے ہوئے کارتوس نئے انداز میں چلاتے ہوئے دو حوالے دیے۔

کہ مولانا ظفر اقبال صاحب نے امام حاکم کو رافضی کہا اور یہ کہا انہوں نے خود ایک بات گھڑ لی۔پھر کہا کہ چونکہ امام حاکم جھوٹے اور رافضی ہیں لہٰذا دیوبندی اصول سے ان کی روایت قبول نہیں۔

جواب

تو اس پر بھی ہم نے پہلے ہی جواب دے دیا ہے کہ محمد علی نقشبندی کے نزدیک اگر کسی محدث سے شیعت ٹپکتی ہو اس سے روایت لینا حجت نہیں۔مگر فاضل بریلوی اس سے متعدد مقامات پہ روایات لیتے ہیں۔کس اصول سے؟

جس اصول سے وہاں جائز تو یہاں بھی جائز

دوم

ہم نے جو یہ کہا تھا کہ جو بھی جرح دکھاو باقاعدہ نام لے کر اور ہماری پیش کردہ روایت کو نامزد کرکے کی گئی جرح پیش کرو تبھی حجت ہو گی تو یہ بھی ہم نے ارشد مسعود چشتی صاحب کے اصول سے کہا تھا نہ کہ خانہ زاد بات کی تھی لہٰذا اب اپنے قواعد پر عمل کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ روایت کو نامزد کرکے جرح ثابت کرو تب تضعیف ثابت ہو گی۔

مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پھر اب تک چونکہ کچھ بھی ثابت کرنے میں ناکام رہے تو اب ظفر اقبال صاحب کو پیش کر دیا۔ گویا بقول شاعر

سفید رومال جب کبوتر نہ بن سکا تو وہ شعبدہ باز

پلٹنے والوں سے کہہ رہا تھا، رکو خدا کی قسم بنے گا

ظفر اقبال صاحب کے حوالے کو بھی ڈنڈی مار کر پیش کر دیا۔

تفصیل یوں ہے کہ پیر نصیر الدین نصیر جو بریلویوں جے جید عالم ہیں انہوں نے بنو امیہ کے خلاف غلاظت بکتے ہوئے ایک روایت سے استدلال کرکے یہ کہا تھا کہ اس روایت میں راوی سنی ہیں۔

اس کا جواب دیتے ہوئے جناب ظفر اقبال صاحب نے کہا کہ اپ نے یہ روایت امام حاکم سے لیا جو کہ خود رافضی ہے پھر اگے امام ذہبی رحمہ اللہ کی جرح نقل کی۔

اور یہ ثابت کیا کہ امام حاکم کی یہ روایت نہیں لی جائے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام حاکم امام ذہبی کے نزدیک رافضی ہیں اور وہ بنو امیہ سے شدید درجے کی خار رکھتے ہیں۔ اور مبتدع کی روایت اس کے مذہب کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔

پھر محمد علی نقشبندی صاحب لکھتے ہیں

اگر رافضی کی تعریف یہ کی جائے۔ جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرے۔ اور اس کے کچھ مسائل اہل است کے معتقدات کے خلاف ہوں۔ تو اس معنی میں حاکم رافضی ہے

(میزان الکتب ص 351)

چونکہ امام حاکم سے جو روایت پیر نصیر صاحب لائے وہ اسی قبیل سے ہے لہذا وہ قابل قبول نہیں۔

چنانچہ پیش کردہ حوالے کا سیاق وسباق دیکھا جاسکتا ہے

اور امام حاکم کے نزدیک ظفر اقبال صاحب نے مزید کیا لکھا وہ درج ذیل ہے۔

حضرت امام حاکم شیعہ تھے لیکن ان کے عہد سے لے کر آج تک کے محدثین ان کی احادیث کا اعتبار کرتے رہے ہیں، البتہ مستدرک حاکم کی تمام روایات ایک مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ اس میں ہر قسم کی روایات موجود ہیں، لہٰذا محدثین کے نزدیک مستدرک حاکم کی وہی روایات قابل اعتبار ہیں جن کی تصحیح پر امام حاکم کے ساتھ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۴۸ھ) تلخیص المستدرک میں متفق ہوں، کما قال الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۹ھ)

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ ص 80)

لیجیے ظفر اقبال صاحب کے نزدیک امام حاکم کی تصحیح اس وقت معتبر ہوگی جب امام ذہبی بھی ان سے متفق اور ہماری پیش کردہ روایت میں امام ذہبی بھی ان سے متفق ہیں لہٰذا یہ جرح نا قابل قبول ہے۔

تو اس بار بھی بریلوی مناظر صاحب نے اپنے اصول و ضوابط کے تحت رہ کر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اور جو پیش کیا اس کا حال بھی تمام احباب دیکھ چکے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ شیعہ اور رافضی ہیں

بریلوی کتب سے حوالے

مگر فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان اس کو صحیح کہتے ہیں اور بریلوی کتابوں میں سینکڑوں روایات اس کتاب سے نقل کی گئی ہیں ہماری ایک غلط ہے اور تمہاری سب صحیح ہیں؟

حافظ ابن حجر کی طرف سے ہماری پیش کردہ روایت کی تصحیح اور بریلوی مناظر کی بدحواسی

ہم نے حافظ ابن حجر سے بھی اس حدیث کا صحیح ہونا دکھا دیا تھا جس پر بریلوی مناظر صاحب نے اب یہ کہا ہے کہ حافظ ابن حجر صاحب کے نزدیک اس حدیث کا جو متن ہے وہ ظاہر اقران و سنت کے خلاف ہے۔ فتح الباری سے اصل حوالہ باوجود مانگنے کے بھی حوالہ

پیش نہیں کیا گیا بریلوی مناظر اس کو قیامت کی صبح تک فتح الباری سے نہیں دکھا سکتا

لیجیے. بریلوی صاحب نے یہ تو مان لیا کہ حافظ ابن حجر ہماری پیش کردہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اگر اپ کے پیش کردہ الزام کو درست تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ بات ظاہر قران کے خلاف ہے تو اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ قران مقدس کی بہت سی ایات میں بظاہر تناقص نظر اتا ہے حقیقت میں تناقص ہوتا نہیں ہے اگر یہ تحقیقی جواب اپ کو منظور نہ ہو لیجیے اپ کے گھر کی کتابوں سے الزامی جواب بھی حاضر خدمت ہے

ظاہر اخلاف شریعت والی بات کا جواب

.بریلوی مناظر نے یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ ابن حجر نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ ظاہر اخلاف شرع ہے (حالانکہ فتح الباری میں یہ بات نہیں ہے) سواب یہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

تو جناب اگر کوئی ظاہر اخلاف شرع معلوم ہو تو اسکو چھوڑ دینا کہاں سے اخذ کیا؟

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں

اس سے معلوم ہوا جس طرح ید اللہ فوق ایدیہم یا مثل نورہ کمشکوۃ وغیرہ ایات جو بظاہر شان خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ (جاء الحق ص178)

تو اب. بریلویوں کو اپنے اصول سے چاہیے کہ قران پاک کو بھی چھوڑ دیں

اسی طرح لکھتے ہیں

انما انا بشر وغیرہ وہ ایات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں۔ (جاء الحق ص 178)

اب اللہ تعالی پر بھی حکم گستاخی لگاؤ گے معاذ اللہ

(کہ اللہ تعالی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے) ہماری کسی بھی بات کا ابھی تک. بریلوی مناظر میں معقول جواب نہیں دیا

مولانا کاندھلوی صاحب کی ذاتی رائے پر بریلوی مناظر کا لطیفہ

ہم نے مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات کی تھی کہ ان کا قول ذاتی رائے ہے

اس پر جناب یہ کہتے ہیں کہ تفرد تو وہ ہوتا ہے جو جمہور کے مخالف شاذ قول ہو جبکہ ادریس کاندلوی صاحب تو جمہور اہل سنت کے ساتھ ہیں۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ سیوطی، رملی اور قورانی نے اسے مجروع کہا ہے اور سخاوی نے بھی قبول نہیں کیا۔

جواب

یہ جواب دے کر انہوں نے اپنی ہی جگ ہنسائی کی ہے یہ جواب لطیفے سے کچھ کم نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب سمجھتے ہیں کہ سیوطی رملی قورانی اور سخاوی جمہور ان کا نام ہے اور ہم نے جو امام ذہبی؛ امام حاکم؛ ابن حجر؛ اور امام بیہقی صاحب روح المعانی وغیرہ کو پیش کیا ہے اور دیگر کئی محدثین مفسرین کی اراء کو بھی پیش کیا ہے وہ اپ کے نزدیک جمہور نہیں ہیں؟

اپ کے پیش کردہ جتنے بھی نام ہیں کیا اس میں سے کسی ایک بھی محدث یا مفسر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا ہو

خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے ازمائے ہوئے ہیں

امام کورانی کا حوالہ اور رضاخانی اصول

مناظر صاحب نے امام کورانی کی کتاب الکوثر الجازی کا حوالہ پیش کیا اور یہ بات بیان کی کہ انہوں نے اس روایت کو اجماع کے مخالف کہا ہے۔

اس پر عرض ہے امام کورانی کی بات بریلوی کتنا مانتے ہیں ملاحظہ ہو۔

امام کورانی صاحب حدیث "مالمسؤل عنہا باعلم من السائل" کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح سوال کرنے والے جبریل علیہ السلام کو وقت وقوع قیامت کا علم نہیں.

چنانچہ

واما عرفا فيدل على عدم المساواة و هذا هو المراد من الحديث اى لاعلم للمسؤل عنها كما لا علم للسائل

. الكوثر الجارى الى رياض الاحاديث البخاري ، ج 1 ، ص 124 ،)

جبکہ عطا محمد بندیالوی لکھتے ہیں

اگر کسی نبی کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں ہو پائی۔ اگر افضل الانبیاء صلوۃاللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ ان کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے۔

(ذکر عطا فی حیات استاذالعلماء ص91)

تو مناظر صاحب اپ کے علماء کے نزدیک تو امام کورانی کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ توحید ہی مکمل نہیں۔ جو کہ صریح کفر ہے۔ تو امام کورانی کا حوالہ کس منہ سے دیا جارہا ہے پھر ارشد مسعود لکھتے ہیں

حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃاللہ علیہ سے یہ خواب نقل کرنے والا مشتاق احمد انبیٹھوی ہے جس کے حالات خود مشکوک ہیں اور یہ شخص دیوبندیوں کے اتنا قریب تھا کہ قیلولہ کرنے دیوبند مدرسہ میں جایا کرتا تھا۔ ایسے شخص کی روایت پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

(کشف القناع ص ۱۳۴ او دافع ازالتہ الوسواس ص ۴۱۰)

مشکوک شخص کی روایت قابل قبول نہیں تو آپ کے مسلک کی رو سے ایسے شخص کی بات کیسے قابل قبول ہو گی جس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی علیہ السلام کا عقیدہ توحید ہی نامکمل ہے!

لہٰذا امام کورانی کی بات بریلوی مسلمات کی رو سے قبول نہیں کی جائے گی۔

دوم

مزید لکھتے ہیں

پس جو بندہ بقول غازی پوری خود بدعتی ہو اس سے اہل سنت وجماعت کی تکفیر میں فتوی نقل کرنا چہ معنی دارد؟

(تحفظ اہل سنت ص 263 جلد اول)

پس جو تمہارے مسلک کی رو سے ایمان سے محروم ہو اس کی بات کو ہمارے خلاف نقل کرنے کا کیا مطلب ؟

سوم

ارشد مسعود صاحب لکھتے ہیں

حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ : اور حتی الامکان تاویل کے ہوتے ہوئے کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی جرات نہیں کر سکتے، یہاںتک کہ یزید پر لعنت کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں (راقم الحروف یزید کے متعلق ان کی بات سے متفق نہیں ہے)

(تحفظ اہل سنت جلد 1 ص 150)

یہاں ارشد صاحب اپنے اکابر فقیر محمد جہلمی صاحب کے یزید کے متعلق موقف سے متفق نہیں ویسے ہی ہم بھی امام کورانی کے موقف سے متفق نہیں۔

چہارم

بریلوی مشہور مناظر عبدالمجید سعیدی لکھتے ہیں

کتاب ہذا کو موصوف خود بھی نہیں مانتے پس جو چیز خود ان کے نزدیک حجت نہیں ہے اسے دوسروں پر کس اصول سے حجت بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

(مصلحانہ کاوش ص 142)

نوٹ

ابھی ہماری اتنی ہی ٹرن ہوئی تھی کہ رضا ضانی صدر مناظر نے دیوبندی ساتھیوں کو کتا کہ کر گالی دے دی اور ہمارے ساتھیوں کو ریموو کرنے لگا جس پر بات منقیچ کر دی گئی۔

احباب کی خزمت میں مکمل مناظرہ کی کاروائی رکھی جا رہی ہے ملاحظہ فرمائین اور دیکھیں کیسے بریلوی حضرات کی شکست فاش ہوئی ہے اور دلایل کی تاب نہ لا کر انہوں نے منظرہ کو سبوتاز کرنے میں عافیت جانی ہے۔